NC
www.novelsclubb.com
محبت ایک معجزہ
از ہادیہ مسکان
Meer
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

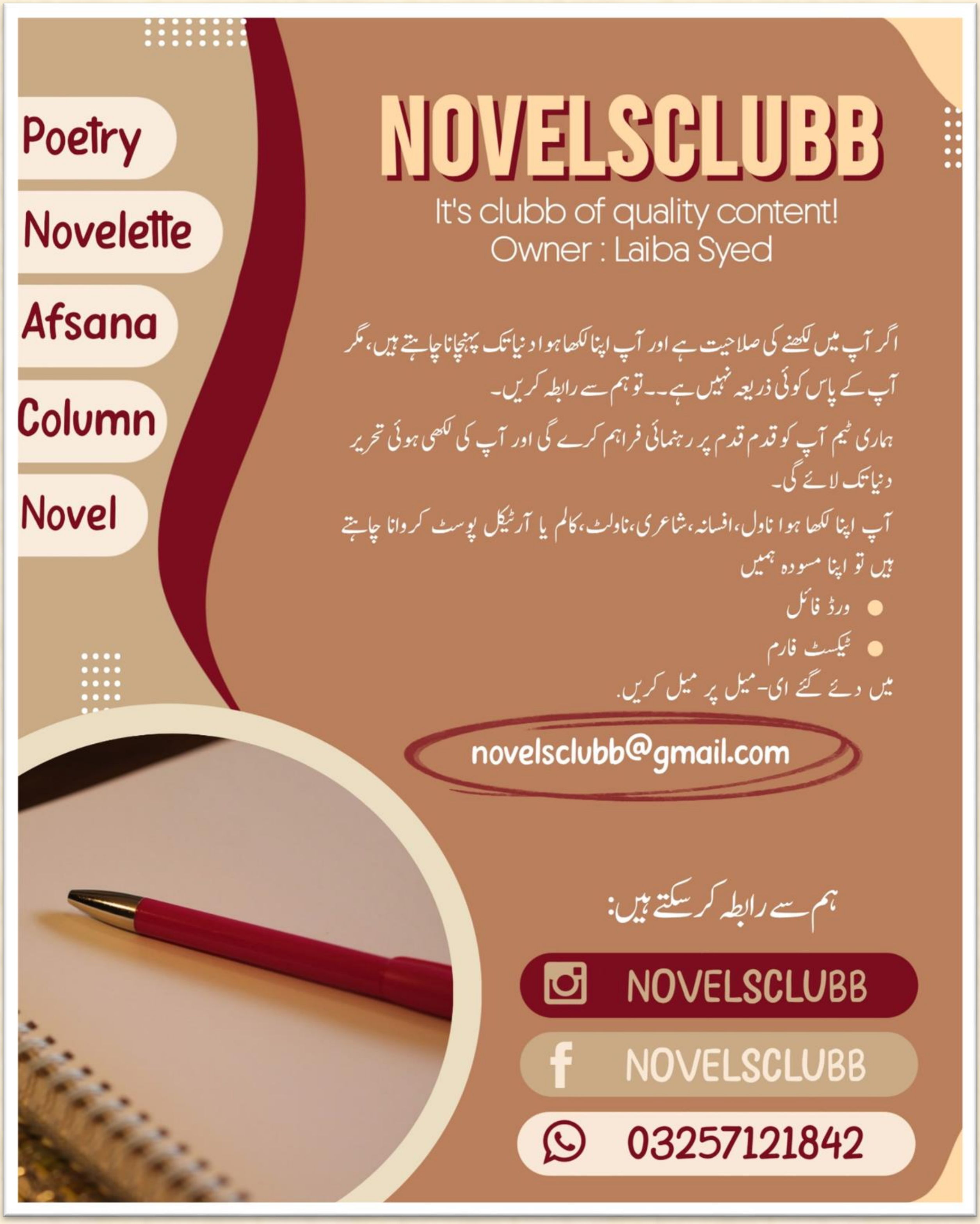
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

محبت ایک معجزہ

از قلم

ہادیہ مسکان

Clubb of Quality Content

ناول "محبت ایک معجزہ" کے تمام جملہ حق لکھاری "ہادیہ مسکان" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ
کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت
درکار ہوگی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا
استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔
کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

محبت اِک معجزہ

از قلم

ہادیہ مسکان

صبح صبح کا وقت تھا اور وہ ناشتہ کر کے سیدھا اپنے کمرے میں آ گیا تھا۔ اس کا کمرہ دوسری منزل پر تھا۔ ہاتھ میں چائے کا کپ پکڑے وہ بڑے سے وائرلیس ہیڈ فونز کانوں پر لگائے ہوئے اپنی ہی دھن میں مگن تھا۔ موصوف اٹھے تو کالج جانے کے لیے تھے ورنہ صبح صبح اٹھنے کے شوقین تو بلکل بھی نہیں تھے لیکن مسئلہ یہ ہوا کہ ان کو ہو گیا ذرا سا زکام، بلکل ذرا سا۔ وہ بھی ٹھہرے بڑی حساس طبیعت کے مالک ایک زکام سے ہی انہیں اپنے کفن دفن کی فکر شروع ہو جاتی تھی۔ ایک نظر کلائی میں پہنی گھڑی میں ٹائم دیکھ کر وہ سیدھا اپنے کمرے کی بالکونی تک گیا۔ غرض کیا تھی ابھی پتہ چل جائے گا۔

سفید رنگ کے یونیفارم کے اوپر سیاہ رنگ کی ہڈی پہنے اور کندھے سے بیگ لٹکائے وہ مسلسل گیٹ کے پاس کھڑی اپنی وین کا انتظار کر رہی تھی۔ گلے میں موٹا بادامی رنگ کا مفلر اچھی طرح سے لپیٹا گیا تھا۔ بال اونچی پونی میں بندھے تھے اور سفید سنیکرز تو بلکل نئے

خریدے ہوئے لگ رہے تھے۔ سینے پر بازو لپیٹے اور تیوڑیاں چڑھائے وہ مسلسل بائیں طرف دیکھ رہی تھی جہاں سے اس کی وین نے آنا تھا۔

ہیڈ فونز اب کی بار گردن میں لٹکے ہوئے تھے اور مضحکہ خیز نظریں نیچے کھڑی لڑکی پر جمی تھیں۔ وہ روزانہ ہی سات بج کر تیس منٹ پر اپنے گیٹ پر آکر کھڑی ہو جاتی تھی جبکہ وہ بھی اب اچھے سے جان گیا تھا کہ اس کی وین والا سات بج کر پینتالیس منٹ پر آتا ہے۔ یہ پندرہ منٹ پہلے آکر کھڑے ہو جانے کی لوجک اسے سمجھ نہیں آتی تھی۔ لڑکی تھی یا پاگل خانے سے بھاگا ہوا پاگل؟ خیر آپ کو بتاتی چلوں کہ اس سے بڑا پاگل موصوف خود تھا جسے زکام تھا اور وہ اس ٹھنڈ میں بالکونی میں کھڑا ہو کر اسے دیکھے جا رہا۔ بیچارہ روز اسی سوال کا جواب لینے آتا تھا کہ آخر اس آفت کی پرکالہ کا مسئلہ کیا تھا کیوں خود کی کلفی بنانے پر تلی ہوتی تھی۔ اب کی بار وہ اسے تیسری بار جمائی لیتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔ دماغ میں ایک شیطانی سوجھی سو اس نے ساتھ پڑے لکڑی کے سٹول پر اپنا چائے کا کپ رکھا اور جیب سے موبائل نکالنے لگا۔

"ایک بار پھر سے جانِ جگر ایک بار پھر سے۔" اس نے موبائل کا کیمرہ آن کرتے ہوئے کہا۔ وہ اس سے کافی دور تھی اس لیے اس نے کافی زوم کر کے اس کے چہرے کا فوکس لینے کی کوشش کی۔ موصوف کے پاس آئی فون تھا کوئی گپ تو نہیں۔ بلا آخر اس نے پھر سے جمائی لی

اور یہ منظر ویڈیو میں قید ہو گیا۔ لعنت ہو اس پر۔۔ وہ ہر بار منہ پر ہاتھ رکھتی تھی اس بار بیچاری ہاتھ کو منہ تک لے جانا بھول گئی۔

"واہ منہ کھول کر بھی اچھی لگ رہی ہے۔" کہتے ہوئے اس نے کیمرہ بند کیا اور موبائل واپس جیب میں رکھا۔ دائم لغاری کا کام ہو چکا تھا۔

اس کی وین آگئی تھی گہرا سانس بھر کے اس نے آسمان کی طرف دیکھا۔ وہ اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی۔ وین قریب آئی تو سب سے پہلے وہ وین والے انکل کے دروازے کے پاس گئی۔

"اف انکل تھوڑا جلدی آجایا کرو نا۔" اسے بہت غصہ آرہا تھا لیکن پھر بھی وہ ایسے بولی جیسے منت کر رہی ہو۔ عندلیب پاشا ایسی ہی تھی وہ خود انتظار کر سکتی تھی مگر دوسروں کو انتظار کروانا اسے پسند نہیں تھا۔

"ارے بیٹا یہ تمہاری سہیلیاں گھر سے نکلنے کا نام ہی نہیں لیتیں تو میں کیا کروں۔" اس نے کوئی جواب نہیں دیا اسے پتہ تھا جو غصہ کہیں نہیں نکلتا وہ ان چڑیلوں پر نکلے گا۔ پیر پٹخ پٹخ کر وہ وین کے اندر جا بیٹھی۔

"اتنا آٹا تھوپ تھوپ کر بھی چڑیلیں ہی لگ رہی ہو دونوں۔۔" سیٹ پر بیٹھتے ہی وہ اپنی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی دونوں لڑکیوں پر برس پڑی۔ میک اپ میں لدی دونوں لڑکیوں نے

نا سمجھی سے اسے دیکھا۔وہ دونوں ٹونز تھیں بلکل ایک جیسی اوپر سے تیار بھی ایک جیسا ہی ہو جاتی تھیں۔

"اے نخریلی تونے آٹا کب سے لگانا شروع کر دیا؟"شہرین جو بلکل اس کے ساتھ بیٹھی تھی اپنی بہن کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جو اس وقت ہاتھ میں پکڑے چھوٹے سے شیشے میں اپنی شکل دیکھ رہی تھی۔

"مجھے نہیں تجھے کہہ رہی ہے پاگل۔ تبھی تو میں کہوں امی بار بار آٹا ختم ہو جانے پر چلاتی کیوں رہتی ہیں۔"اس نے نے نہایت افسوس سے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"بکواس بند کرو تم دونوں۔ایک میں ہوں جو صبح منہ بھی صابن سے دھولوں بڑی بات ہے اور ایک تم دونوں ہو جو دوسروں کو انتظار کی سولیوں پر لٹکا کر آرام سے تیار ہو کر ہی گھر سے نکلتی ہو۔۔اللہ تم دونوں کو صابر شوہر عطا کرے۔۔"ان کو جلی کٹی سنا کر وہ خود رخ موڑ کر شیشے سے باہر دیکھنے لگی۔

"آمین۔۔"دونوں بیک وقت ساتھ ساتھ بولیں تو اس نے افسوس بھری نگاہوں کا رخ دونوں کی طرف کیا۔کاش کہ میک اپ بنانے والے کو وہ ڈھونڈ کر سزا دلوا سکتی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆
☆

صبح کی دھند کے بعد اب اچھی خاصی دھوپ نکل چکی تھی۔اسی لیے بریک ہوتے ہی وہ سیدھا گراؤنڈ میں آکر بیٹھ گئی۔ہڈی اس نے اتار کر اپنے پاس ہی گھاس پر رکھ دی تھی اور اب وہ مسلسل ایک کتاب پر جگہ جگہ ہائی لائیٹر کے نشان لگائے جارہی تھی۔وہ کمپیوٹر سائنس کی سٹوڈنٹ تھی۔ایگزامز سر پر تھے اور کسی کو ٹینشن ہو نا ہو عندلیب پاشا کے تو ایگزامز کا سوچتے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔اس نے فرسٹ ائیر میں اچھے نمبرز لیے تھے اور یہی ارادہ تھا کہ سیکنڈ ائیر میں بھی اچھے نمبروں سے ٹاپ کرے۔ابھی اس نے سر ہی اٹھایا تھا کہ سامنے سے آتی دونوں لڑکیوں کو دیکھتے ہی اس کے چہرے کے زاویے بگڑ گئے۔یہ دونوں چڑیلیں جب بھی آتی تھیں اسے سکون سے پڑھنے نہیں دیتی تھیں۔

"ارے یار ابھی تو ایک مہینہ باقی ہے پیپرز میں تم کیا ابھی سے کتابوں کے ساتھ چپک گئی ہو۔" یہ تھی شہرین جو شرمیلی کے نام سے جانی جاتی تھی۔وہ تھی ہی ایسی شرمیلی شرمیلی۔

"صرف ہمیں بتاتی ہے کہ بے غیر توں پڑھ لو ہونہہ۔۔"اور یہ ناک چڑھا کر بولی تھی نوشین جسے نخریلی کہا جاتا تھا۔وجہ اس کے حد سے زیادہ نخرے تھے جو کسی سے برداشت نہیں ہوتے تھے۔

"ہاں تو پڑھ لونا بہن۔"اس نے بغیر اسے دیکھے کہا جو بہت ہی نخرے سے ایک ایک دانا چپس کا منہ میں ڈال رہی تھی۔

"بھئی ہمیں پڑھ پڑھ کر تمہارے جیسا نہیں بننا جو منہ کھول کھول کر جمائیاں لے۔۔" اب کے عندلیب نے قدرے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔اس نے کب اسے منہ کھول کھول کر جمائیاں لیتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ اس سے پہلے وہ کچھ پوچھتی نخریلی نے موبائل کی سکرین اس کے سامنے کی جسے دیکھتے ہی پہلے تو عندلیب کا دماغ بھک سے اڑا اور پھر شرم کے مارے اس کے گال ٹماٹر کی طرح سرخ پڑنے لگے۔اب کی بار شرمیلی اور نخریلی منہ کھول کھول کر ہنس رہی تھیں۔

"یہ کیا بکواس ہے؟؟ یہ کس نے؟؟"پھر ایک دم سے اس کے دماغ نے ایک شخص کا پتہ دیا اور جو عندلیب کا پارا ہائی ہوا تھا لگ رہا تھا کہ آج تو منحوس مارے کا جنازہ بھی خود پڑھا کر آئے گی۔

"تو تو نہیں بچے گا میرے ہاتھوں سے کمینے۔۔" وہ لب باہم پیوست کیے دانت پر دانت جمائے دبی دبی غرائی تھی۔اب بس اسے ایک چیز کا انتظار تھا۔چھٹی کا۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سیاہ پینٹ شرٹ کے اوپر لیدر کی سیاہ جیکٹ پہنے وہ بڑے مزے سے سیٹی بجاتے ہوئے گھر کے اندر داخل ہونے والا تھا کہ اس کی نظر دور سے آتی وین پر پڑی۔اس کے ہونٹ "اوہ" میں گول ہوئے جب وہ وین عندلیب کے گھر کے گیٹ کے سامنے آ کر رکی۔وہ بڑے مزے سے اس وین کے دروازے کو دیکھے جا رہا تھا جس کے کھلتے ہی عندلیب نے باہر قدم رکھے۔اس کی شعلہ بار نگاہوں کا رخ اسی کی طرف تھا۔عندلیب کے غصے سے تمتماتے چہرے اور قدموں کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر یکدم اس کے چہرے سے ہنسی اڑن چھو ہوئی۔اس نے ڈر کے مارے ایک قدم پیچھے لیا پھر دوسرا اور دھڑلے سے اندر کی طرف بھاگا۔

"چاچا گیٹ بند کر دیں۔" وہ تیزی سے اندر کی طرف بھاگتے ہوئے بولا تھا۔ چاچا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا اور پھر عندلیب کو جو جارحانہ انداز میں اس کے پیچھے جا رہی تھی۔ اندر گھستے ساتھ ہی اس نے داخلی دروازہ بند کر دیا۔ وہ باہر کھڑے مسلسل دروازہ پیٹ رہی تھی۔

"ارے ارے یہ کیا کر رہے ہو تم؟" سارہ (دائم کی والدہ) دروازے کی آواز سن کر وہاں پہنچی تھیں اور دائم کو یوں دروازے کے ساتھ چپکا ہوا دیکھ کر وہ کافی حیران ہوئی تھیں۔

"دائم کون ہے بھئی؟" وہ پوچھ رہی تھیں جبکہ دائم مسلسل سر نفی میں ہلائے جا رہا تھا۔

"دروازہ کھولیں آنٹی میں ہوں عندلیب۔" عندلیب کی آواز سنتے ہی وہ پہلے تو حیران ہوئیں اور پھر تیزی سے دروازے تک گئیں۔

"نہیں مام اگر آپ نے دروازہ کھول دیا تو اپنے اس اکلوتے خوبصورت بیٹے سے جائیں گی آپ۔" وہ قدرے منت کرنے والے انداز میں بولا۔ جبکہ سارہ نے کڑے تیوروں سے اسے گھورا اور یہ کڑے تیور دیکھتے ہی دائم دروازے کے آگے سے ہٹ گیا۔ یہ اچھا تھا ویسے باہر والے تو دشمن تھے ہی اندر والے بھی سجن نہ ٹھہرے۔

سارہ نے دروازہ کھول دیا اور پھر عندلیب کو دیکھا جو سرخ چہرے کے ساتھ کھڑی تھی۔

"السلام علیکم آنٹی۔" سلام کرتے ہی وہ بجلی کی تیزی سے اندر جا گھسی۔ "تم تو میرے ہاتھوں سے آج اپنا قتل کروا کے چھوڑو گے۔" وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھی جبکہ دائم اسے چکمادیتے ہوئے بھاگ کر سارہ کی طرف دوڑا اور ان کو پکڑے ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

"مجھے قتل کر کے سیدھا جہنم میں جائو گی پاگل کیوں خود کا نقصان کرواتی ہو۔۔"

عندلیب نے گھوم کر اسے دیکھا جو اپنی ماں کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ڈرپوک نہ ہو تو ہونہہ!!

"بھاڑ میں گیا میرا نقصان اور فائدہ اس وقت بتائو بچو گے کیسے؟" اس سے پہلے وہ آگے بڑھتی سارہ نے اسے وہیں رک جانے کا اشارہ کیا اور وہ وہیں رک گئی۔

"مگر میں جنت میں بیٹھ کر تمہیں جہنم کی آگ میں جلتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا نا۔" وہ معصومیت کا لبادہ اوڑھے بول رہا تھا جبکہ عندلیب کا دل کیا کہ کچھ اٹھا کر اس کے سر پر دے ہی مارے مگر سارہ آنٹی افففف۔۔

"ہوا کیا ہے عندلیب؟؟ بتائو مجھے کیا کیا ہے اس نے؟" وہ اس سے اپنا آپ چھڑوا کر عندلیب کے پاس گئیں۔

"اپنے اس بیٹے سے پوچھیں نا۔۔لڑکیوں کی ویڈیوز بنا کر سٹیٹس لگانا اچھے لڑکوں کا شیوہ ہے کیا؟" وہ نہایت اونچی آواز میں بولی تھی جبکہ سارہ کے پیروں کے نیچے سے تو جیسے زمین کھسک گئ تھی۔وہ تیزی سے دائم کی طرف گھومی جبکہ وہ تو یکدم بوکھلا سا گیا۔

"بکواس مت کرو پاگل لڑکی۔لڑکیوں کی نہیں بس تمہاری لگائی تھی۔"سارہ آگے بڑھی مگر وہ ان سے دور بھاگ گیا۔

"مام مام بات تو سنے میری تسلی سے۔" وہ منتیں کر رہا تھا۔وہ کیا کہتے ہیں؟آسمان سے ایک دم زمین پر پٹخنا۔جی ہاں تو عندلیب نے اس کے ساتھ یہی کیا تھا۔

"میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں بے غیرت یہ کون سے کام شروع کیے ہوئے ہیں تم نے؟؟" وہ اس کے پیچھے پیچھے بھاگ رہی تھیں مگر وہ تھا کہ ہاتھ ہی نہیں لگ رہا تھا۔اب کے عندلیب سینے پر بازو لپیٹے بس تماشا دیکھے جا رہی تھی۔اب آیا نا اونٹ پہاڑ کے نیچے۔

"مام ایک منٹ میری بات سنے۔" ماں بیٹے کے درمیان میں ٹیبل تھا۔وہ کبھی دائیں سے نکلنے کی کوشش کرتیں کبھی بائیں سے مگر دائم واقعی کسی شیر کی اولاد تھا۔

"بکواس بند کرو اپنی۔بتاؤ مجھے کیا کیا ہے تم نے؟" وہ بھی اسی کی ماں تھی کسی شیرنی کی طرح ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑ گئی تھیں۔

"بتا تو رہا ہوں۔ بولنے تو دیں۔" سارہ کا سانس پھول گیا تھا اور وہ وہیں رک کر قریب پڑے صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئیں۔ عندلیب ان کی حالت دیکھتے ہی ان کے پاس گئی جبکہ دائم بھی ڈر کے مارے ان کے قدموں میں جا بیٹھا۔

"آنٹی کیا ہوا ہے؟" وہ ان کے ساتھ صوفے پر بیٹھتے پریشانی سے پوچھنے لگی۔ دائم فوراً اپنی جگہ سے اٹھا اور کچن کی طرف بھاگ گیا۔ جب وہ واپس آیا تھا تو اس کے ہاتھ میں پانی کا ایک گلاس تھا۔ نیچے بیٹھ کر اس نے اپنے ہاتھوں سے ان کو پانی پلایا۔

"کچھ نہیں بس ذرا سے چکر آ گئے تھے۔" عندلیب نے افسوس سے دائم کو دیکھا جس کے چہرے پر ندامت اور فکر مندی بیک وقت واضح تھی۔

"مام اب آپ پلیز میری بات سن لیں۔۔ اس منحوس کی ویڈیو بنائی تھی میں نے جمائی لیتے ہوئے اور ہاں سٹیٹس پر بھی لگائی تھی مگر پرائیویسی کے ساتھ یعنی میرا اسٹیٹس صرف اس کی شرمیلی اور نخریلی ہی دیکھ سکتی تھیں۔" وہ جیسے اپنی صفائی دے رہا تھا۔

"جھوٹ مت بولو۔ صبا نے بھی دیکھی تھی۔" اس نے فوراً دائم کو بولتے ہوئے ٹوکا۔

"تو صبا کون ہے میڈم؟ میری کزن ہے۔۔" بولتے ہوئے عندلیب کے چہرے پر ایک گھوری ڈالی۔

"ایک منٹ ایک منٹ۔۔ تمہارے پاس اس کی کالج کی دوستوں کے نمبر کیا کر رہے ہیں؟" عندلیب کی آنکھیں اب پوری کھلی تھیں۔اب آیا نا مزہ اب دے جواب یہ کھسکا ہوا مینٹل پیس۔۔

"وہ تو۔۔ وہ تو انہوں نے خود دیے تھے اپنے نمبر مجھے۔۔ اب میں ہوں ہی اتنا ہینڈسم تو ان کا بھی کیا قصور راہ چلتے چلتے لڑکیاں نمبر پکڑا جاتی ہیں۔" اس نے تو ایسے فخر سے بتایا تھا جیسے نیک لوگوں کا پسندیدہ کام ہو۔ آیا بڑا شہزادہ سلیم!! سارہ نے اب کی بار افسوس سے سر پکڑ لیا تھا جبکہ عندلیب بھی "چچ چچ چچ" کرتے ہوئے سر نفی میں ہلائے جا رہی تھی۔ شرمیلی اور نخریلی دائم کی فیس بک فرینڈز بھی تھیں وہیں سے دونوں نے اس سے اس کا نمبر مانگا تھا۔ اس نے ہمدردی کرتے ہوئے دے دیا تھا لیکن مجال ہے جو آج تک ایک دفعہ بھی ان کے میسج کا جواب دیا ہو۔

"عندلیب بچے میں معافی مانگتی ہوں تم سے۔ میں نے تو اچھی تربیت کی تھی اس کی پتہ نہیں یہ اتنا لوفر کیسے بن گیا۔" انہوں نے عندلیب کے دونوں ہاتھ تھامتے ہوئے بڑی ندامت سے کہا۔

"ارے نہیں آنٹی آپ معافی کیوں مانگ رہی ہیں؟" وہ خاصی شرمندہ لگ رہی تھی۔ اسے اپنے یہاں آنے کا بے حد افسوس ہوا تھا۔اس پاگل کو تو وہ باہر ہی ٹھیک کر سکتی تھی۔

"نہیں بچے تم فکر مت کرو اس کی تو میں اچھی خاصی خبر لوں گی۔ تم بیٹھو میں تمہارے لیے چائے بنواتی ہوں۔" ساتھ ہی ساتھ دائم کو بھی ملامتی نظروں سے گھورا۔

"مگر آنٹی آپ کی طبیعت۔۔"

"ارے کچھ بھی نہیں ہوا میں ٹھیک ہوں۔" وہ تسلی دیتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئیں۔اب عندلیب کو اور بھی شرمندگی ہو رہی تھی۔

"بڑا غصہ آتا ہے نا تمہیں۔" ان کے جاتے ہی دائم غصے سے پھنکار اٹھا۔عندلیب نے یکدم چونک کر اسے دیکھا جو تیوریاں چڑھائے اسے گھورے جا رہا تھا اور پھر اٹھ کر بلکل اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا۔عندلیب فوراً تھوڑا سا پرے کھسکی۔

"ہاں تو۔۔تو مت کیا کرو نا ایسی حرکتیں۔" وہ قدرے بوکھلائی ہوئی لگ رہی تھی۔دائم نے دونوں ابرو اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اچھا جی اب میری حرکت تمہیں بڑی بری لگی ہے۔خود تو میری ویڈیو بناتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آئی تھی نا۔" عندلیب نے فوراً نظریں چرا لیں۔وہ یقیناً پچھلے ہفتے کی بات کر

رہا تھا جب عندلیب نے اپنی کھڑکی میں کھڑے ہو کر اس کی ویڈیو بنائی تھی جس میں واضح دکھائی دے رہا تھا کہ دائم ایک بلی سے ڈر رہا ہے جو اس کی بالکونی میں چھلانگ لگا کر اس کے پاس گئی تھی۔ دائم نے ڈر کے مارے اتنی چھلانگیں لگائی تھیں کہ عندلیب کا ہنس ہنس کر برا حال ہوا تھا۔

"دیکھو دائم وہ تو میں نے مذاق میں کیا تھا نا تم تو ایک لڑکے ہو۔۔" وہ بول ہی رہی تھی کہ دائم نے ٹوک دیا۔

"اچھا جی۔۔ تو اب میرا مذاق کیوں ہضم نہیں ہو رہا؟ شکر کرو کہ میں نے تو واٹس ایپ سٹیٹس پر لگائی تھی جس میں تمہاری وہ دو کالج کی سہیلیاں، صبا اور تمہارے خاندان کی کچھ لڑکیاں تھیں ورنہ تو۔۔"

"کیا؟؟ خاندان کی لڑکیوں نے بھی دیکھی ہے؟؟" وہ چلاتے ہوئے بولی۔ یہ ایک نیا بم تھا جو دائم نے اس کے سر پر پھوڑا تھا۔ آوارہ کہیں کے نے اس کے خاندان کی لڑکیوں کے نمبرز بھی رکھے ہوئے تھے۔ ارے بھاڑ میں گئے نمبرز یعنی کہ یہ ویڈیو اس کے خاندان تک پہنچ گئی تھی کتنا مذاق بنے گا اس کا۔ وہ اب تک پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھے جا رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور تم نے جو فیس بک پر پوسٹ کی تھی میری ویڈیو پورے اسلام آباد نے دیکھ رکھی ہے بلکہ شاید پورے پاکستان نے۔ دور دور سے مجھے آوازیں دے کر لوگ کہتے ہیں آپ وہی بھائی ہو نا جو بلی کو دیکھ کر چھلانگیں لگا رہے تھے۔ دوستوں کے طعنے الگ سننے کو ملتے ہیں۔ کاش کہ تمہیں بھی جانوروں سے الرجی ہوتی تو سمجھتی میری تکلیف۔۔" اب کے وہ قدرے افسوس سے سر نفی میں ہلاتے ہوئے بولا تھا جبکہ عندلیب کا دل کیا تھا زمین کھلے اور وہ اس میں دفن ہو جائے وہ بھی ابھی کے ابھی۔ ہاں ٹھیک ہے اس نے بچپن میں بھی دائم کو ایک بلی سے ڈرتے دیکھا تھا مگر کیا یہ جاہل لڑکا اسے بتا نہیں سکتا تھا کہ اسے جانوروں سے الرجی ہے اب کیا آسمان سے فرشتہ نازل ہو کر اسے بتاتا۔ اس نے تو سب مذاق مذاق میں کیا تھا۔

"شکر کرو کہ تمہاری اس حرکت پر پردہ ڈالے ہوئے ہوں ورنہ تمہارے ابا حضور کو تمہارے کارنامے بتاؤں نا تو گھر سے نکلنا بند کر دیں تمہارا۔" عندلیب کی ندامت سے نظریں جھک گئی تھیں اور یہ دیکھتے ہی دائم نے اپنی ہنسی پر ضبط کیا۔ کبھی کبھی تو یہ سر شرمندگی سے جھکتا تھا۔ اسے شرمندہ کروانا دنیا کا سب سے مشکل کام تھا جو اس وقت دائم لغاری نے سر انجام دے ہی دیا تھا۔

"آئی ایم سوری دائم۔" اس کی آواز گلوگیر لگ رہی تھی۔ دائم کی ہنسی یکدم غائب ہوئی۔ اس کے انداز سے واضح تھا کہ وہ رونے لگی ہے۔ ایک منٹ عندلیب رونے والی ہے دائم کے سامنے۔ یہ خبر تو جیو نیوز کی ہیڈ لائینز میں چلنی چاہیے۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے اب مگرمچھ کے آنسو نہ بہانا۔ ایک تو تمہاری آنکھیں اتنی بڑی بڑی ہیں میرا گھر ڈوب جائے گا۔" وہ جو رونے والی تھی اس کی بات پر کھلکھلا کر ہنس دی۔ اب وہ اتنا ظالم تو تھا نہیں کہ اسے یوں رونے دیتا۔

"ایک بات یاد رکھنا دائم تم اپنا بدلہ لے چکے ہو اگر اب تم نے مجھے ذرا بھی تنگ کرنے کی کوشش کی تو بہت برا کروں گی تمہارے ساتھ۔" وہ تنبیہی انداز میں کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ پہلے کی نسبت اب کی بار لہجہ کافی مضبوط تھا۔

"یہ دھمکیاں کسی اور کو جا کر دینا۔ دائم لغاری نام ہے میرا ڈرتا نہیں ہوں کسی سے۔" وہ اس کے جاتے ہوئے تیز آواز میں بولا تھا۔ عندلیب خود پر ضبط کرتی ایڑیوں کے بل اس کی طرف گھومی۔

"لیکن مجھ سے ڈرو کیونکہ میرا نام بھی عندلیب پاشا ہے جو مجھ سے نہیں ڈرتے ان کو ڈرانا مجھے خوب آتا ہے۔" شہادت کی انگلی اٹھا کر اسے تنبیہہ دے کر وہ رکی نہیں۔ پیچھے بیٹھا دائم ایک بار پھر طنزیہ انداز سے ہنسا تھا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اگلے دن وہ پھر سے بالکونی میں کھڑا تھا اور گھڑی بھی ساڑھے سات بجا رہی تھی۔ لیکن ایک منٹ آج عندلیب وین کے لیے کیوں نہیں کھڑی تھی؟

"لعنت ہو تم پر بھلکڑ دائم۔۔ آج تو ہفتہ ہے۔" ہفتے والے دن اس کی چھٹی ہوتی تھی۔ سارا موڈ غارت ہو گیا تھا۔ اب وہ پلٹ کر کمرے کے اندر جانے ہی لگا تھا کہ سامنے گھر سے اسے عندلیب نکلتی ہوئی دکھائی دی۔ اس کا حلیہ دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کہاں جا رہی ہے۔ وہ فوراً سے اپنے کمرے میں گیا۔ شرٹ اور ٹراوزر جو اس نے پہن رکھا تھا وہ تو ٹھیک تھا بس اوپر ایک جیکٹ پہننی تھی سو اس نے پہن لی اور پھر جو گرز پہننے تھے وہ بھی اس نے تیز

رفتاری میں پہن لیے اور پھر پوری سپیڈ لگا کر باہر کی طرف دوڑا۔ دائم عندلیب کو بخش دے ایسی کوئی بھی بات تاریخ کی کتاب میں کبھی رقم نہیں ہو گی۔

سفید شرٹ کے اوپر سیاہ ہڈی اور سیاہ ٹراوزر پہنے وہ کانوں میں ائیر پوڈز لگائے بھاگ رہی تھی۔ وہ روزانہ جوگنگ کرتی تھی مگر ساڑھے سات بجے سے بہت پہلے۔ آج وہ لیٹ اٹھی تھی کیونکہ کالج سے چھٹی تھی سو وہ اسی وقت جوگنگ کے لیے آگئی۔ اونچی پونی اس کے بھاگنے کی وجہ سے دائیں بائیں رقص کرتی معلوم ہو رہی تھی۔ ٹھنڈ تو بہت تھی مگر سردیاں عندلیب کو بے حد پسند تھیں۔ بہت ہی ہلکا سا میوزک اس کے کانوں میں سنائی دے رہا تھا وہ تیز میوزک سننا پسند نہیں کرتی تھی۔ ساتھ میں صبح صبح کی تازہ اور ٹھنڈی ہوا اس کے اعصاب کو سکون بخش رہی تھی۔ کاش کہ زندگی میں ایسا سکون ہمیشہ ہی رہے لیکن عندلیب کی زندگی میں ایک شخص ایسا تھا جو اسے سکون کا سانس لینے نہیں دیتا تھا۔ وہ تھا دائم لغاری جو خود اس کی زندگی میں گھسنے کی کوشش کرتا تھا۔

"ہیلو پریٹی گرل!!" آواز پر عندلیب نے اپنے دائیں طرف دیکھا جہاں دائم اس کے بالکل ساتھ ساتھ دوڑ رہا تھا۔ "بقول میری موم کے پیاری سی گڑیا اور بقول میرے کاغذی گڑیا۔ تم تو میری ایک پھونک سے اڑ جائو گی تمہیں کیا پڑی ہے اتنی ٹھنڈ میں جوگنگ کرنے

کی؟''اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔وہ عموماً جوگنگ کا کوئی شوق نہیں رکھتا تھا اس کے نزدیک وہ ایک بلکل فٹ انسان تھا۔جوگنگ کے لیے بہت صبح صبح اٹھنا پڑتا ہے اور دائم لغاری کالج کے لیے اٹھ جائے بڑی بات تھی۔اگر اس کا جوگنگ کا بہت بھی دل کرے تو وہ یہ کام کبھی کبھی شام میں سرانجام دے دیتا تھا۔

''تم میری زندگی میں سکون کیوں نہیں رہنے دیتے؟''عندلیب نے بائیں کان میں لگے ائیر پوڈ پر انگلی سے ٹچ کیا۔میوزک بند ہو گیا تھا۔وہ بھاگتے ہوئے سامنے ہی دیکھ رہی تھی۔ سارے موڈ کا جنازہ نکل گیا تھا۔

''کیا کروں تمہاری زندگی میں اتنا سکون ہضم نہیں ہوتا مجھ سے۔''اس نے آہ بھرتے ہوئے ڈرامائی انداز میں کہا۔

''تو پھر تمہارا ڈائیجیسٹو سسٹم خراب ہو گا۔اسپغول کھایا کرو۔''اس کا انداز بہت ہی تپا ہوا تھا جبکہ اس کے انداز کو نظرانداز کرتے وہ محض اس کی بات پر پھٹ کر ہنسا تھا۔

''یار لڑکی تم کمال کی ہو۔''اسے اب تک ہنسی آرہی تھی۔

''افسوس تمہارے بارے میں میں یہ نہیں کہہ سکتی۔۔ایک بات بتاؤ یہ روز تو تم جوگنگ کرتے دکھائی نہیں دیے کبھی آج کیوں آ گئے ہو؟''وہیں قریب میں ہی اس سوسائیٹی کا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مخصوص پارک تھا وہ دونوں اب اسی میں داخل ہو چکے تھے۔ سردیوں کی وجہ سے پارک میں کافی کم لوگ دکھائی دے رہے تھے۔

"میری زندگی میری مرضی تمہیں کیا ہے۔" انداز طنزیہ تھا اور سانس مزید پھول گیا تھا۔

پتہ نہیں اس کاغذی گڑیا کی سانس کیوں نہیں پھولتی تھی۔ اب وہ رک بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ نہیں رک رہی تھی۔

"اچھا ایک بات بتاؤ۔۔ مجھ سے اتنا چڑتی کیوں ہو؟" وہ دونوں اب رننگ ٹریک پر بھاگ رہے تھے۔

"تمہاری حرکتیں ہی ایسی ہیں کیا کروں۔" وہ جیسے بیزاری سے بولی تھی۔ اسے خود پر واقعی ترس آرہا تھا کیونکہ وہ واقعی کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

"یہ حرکتیں صرف خاص تمہارے لیے۔ ہر کسی کے لیے نہیں ہوتیں۔" وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھے رک گیا۔ اللہ توبہ اس کی اس جوگنگ سے۔

"یہ لڑکی اتنا تیز کیوں بھاگتی ہے؟ جوگنگ کر رہی ہے یا ریس لگا رہی ہے؟" وہ دل ہی دل میں بڑبڑایا۔ عندلیب نہیں رکی تھی وہ اب بھی بھاگ رہی تھی۔ دائم نے چند گہرے سانس لیے اور پھر دوڑ لگائی۔

"وہ دیکھو۔۔سامنے بینچ ہے تھوڑی دیر بیٹھ جاتے ہیں۔" عندلیب کو اس کی حالت پر ہنسی آرہی تھی۔

"میں نہیں رکنے والی تمہیں بیٹھنا ہے تو بیٹھ جائو۔" جھٹکنے کے انداز میں کہہ کر اس نے اس کی درخواست اس کے منہ پر دے ماری۔ کچھ دیر بعد عندلیب نے گردن موڑ کر اسے دیکھا وہ کافی تھکا ہوا لگ رہا تھا۔ سانس بھی تیز تیز لے رہا تھا مزہ تو اسے بہت آرہا تھا مگر مزے کے ساتھ ترس بھی کافی آرہا تھا۔ اس کی حالت پر رحم کھاتی وہ رک گئی۔ دائم نے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے جھک کر شکر کے گہرے سانس لیے۔ پھر قریب میں ہی بینچ تھا اسے دیکھتے ہی وہ وہاں جا بیٹھا۔ عندلیب نے شولڈر کراسنگ بیگ میں سے پانی کی بوتل نکالی۔ دائم نے سر اٹھایا تو اس کے ہاتھ میں پکڑی پانی کی بوتل دیکھ کر وہ مسکرایا تھا لیکن اگلے ہی لمحے اس کی مسکراہٹ صفحہ ہستی سے مٹ گئی کیونکہ وہ بوتل کا ڈھکن کھول کر اپنے منہ کے ساتھ لگا گئی تھی۔ کافی بدمزاج اور بدتمیز لڑکی تھی ویسے۔ دائم نے افسوس سے اسے دیکھا۔

"پیو گے؟" اس نے بوتل اس کے سامنے کرتے ہوئے پوچھا اسے یقین تھا وہ منع کر دے گا۔ اب اتنے بھی برے دن نہیں آئے تھے دائم پر کہ وہ اپنی دشمن کا جھوٹا پانی پیے۔ لیکن پھر کیا ہوا؟ دائم نے اس کے ہاتھ سے بوتل جھپٹ لی۔ یعنی وہ اپنی دشمن کا جھوٹا پیے گا۔

وہ بوتل منہ سے لگائے پانی پیے جا رہا تھا اور عندلیب حیرت سے اسے دیکھے جا رہی تھی۔ بوتل خالی کر کے اس نے واپس اسے تھمائی۔ اب اس کا وہ کیا کرے؟ خالی بوتل کو دیکھ کر اس نے دل ہی دل میں کوفت سے سوچا اور پھر بوتل اپنے بیگ میں ڈال دی۔ دائم اب سکون سے بیٹھا تھا لیکن یہ سکون پل بھر کا تھا کیونکہ عندلیب اسے وہیں چھوڑ کر پھر بھاگ گئی۔ دائم طنزیہ انداز میں ہنسا اور پھر اس کے پیچھے گیا۔

"کچھ دنوں بعد یشفہ کی شادی ہے تم اپنی نحوست پھیلانے آؤ گی نا؟" اس بار عندلیب کا دل اندر تک جلا تھا۔ دل تو کر رہا تھا اس شخص کو یہیں سے دھکا دے کر دور گرا پھینکے لیکن جاہل تو اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلے گا اب بھلا عندلیب میں کہاں اتنی طاقت۔

یشفہ صبا کی بڑی بہن تھی اور ظاہر ہے دائم کی کزن بھی۔ وہ کبھی بھی نہ جاتی اگر ان کے گھر شادی کا کارڈ نہ آیا ہوتا اور پھر یشفہ نے خود بھی اسے کال کی تھی۔ صبا کو تو چھوڑ ہی دو نا وہ قتل نہ کر دے اپنی اس اکلوتی دوست کا اگر وہ شادی پر جانے سے انکاری ہوتی۔ سو انکار کا تو جواز ہی نہیں بنتا تھا۔

"نحوست تو تم نے پھیلائی ہے اس دنیا میں آ کر۔ پتہ نہیں کون سا منحوس دن تھا جس دن تم پیدا ہوئے تھے؟" وہ کافی چڑے ہوئے انداز میں بولی تھی جواباً اسے پھر سے دائم کا قہقہہ سنائی دیا۔

"وہی منحوس دن تھا جس دن تم بھی پیدا ہوئی تھی۔" وہ پورا زور لگا کر ہنسا تھا۔ وہ دونوں ایک ہی دن پیدا ہوئے تھے یہ یاد آتے ہی عندلیب نے اپنے سر پر ہاتھ دے مارا۔ اسے بہت افسوس ہوا مطلب پوری دنیا میں اسے دائم کی پیدائش والے دن ہی پیدا ہونا تھا ہفتے میں سات دن ہوتے ہیں کیا ہوتا وہ کسی اور دن پیدا ہو جاتی۔ خیر ایک بات کی اسے تسلی تھی۔ وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے لیے منحوس تھے۔ وہ روزانہ اچھی خاصی واک کرتی تھی مگر آج کے لیے اتنا کافی تھا۔ اب وہ مزید اس شخص کے ساتھ رہی نا تو واقعی قتل کر کے جہنم چلی جائے گی۔ اس لیے اس نے قدم موڑ لیے۔ یہ دیکھتے ہی دائم بھی اس کے ساتھ گھوما۔ اب وہ دونوں پارک کے گیٹ کی جانب دوڑ رہے تھے۔ لیکن ایک بات بتاتی چلوں دائم ابھی بھی چپ نہیں ہوا تھا۔ عندلیب کا سر کھانا تو اس کا پسندیدہ کام تھا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆
☆

"اللہ رحم کرے ہمارے ملک پر۔" یہ آواز تھی راحیل پاشا صاحب کی جو صبح صبح اردو اخبار پڑھنے کا شوق رکھتے تھے۔ بے حد شوق۔۔اس وقت بھی وہ آنکھوں پر چشمہ لگائے صوفے پر بیٹھے اخبار ہی پڑھ رہے تھے۔

"اب کیا ہوا ہمارے ملک کو؟" عندلیب جو ہاتھوں میں چائے کے دو کپ پکڑے لونگ روم میں داخل ہوئی تھی ان کی آواز پر جیسے تھکے ہارے انسان کی طرح بولی تھی۔اسے اخبار پڑھنا بلکل پسند نہیں تھا۔پتہ نہیں بڑے لوگوں کی بھی سمجھ نہیں آتی صبح صبح بکواس خبریں پڑھ کر چھوٹوں کو ضرور ان خبروں سے آگاہ کرتے تھے۔ نہیں مطلب کیا؟ بھئی آپ لوگوں کو پسند ہے تو خود پڑھیں ایسی منحوس خبریں سن کر سارا دن ہی منحوس جاتا ہوتا ہے۔

"ارے لاہور دھند میں ڈوب گیا ہے۔حد سے زیادہ دھند ہو گئ ہے وہاں۔" اس نے جھک کر کپ ٹیبل پر رکھے۔باقی کا ناشتہ وہ پہلے ہی رکھ چکی تھی۔ابا کی یہ خبر سن کر اس نے

سر نفی میں ہلاتے ہوئے انہیں دیکھا۔ کہہ تو ایسے رہے تھے کہ اللہ پاکستان پر رحم کرے جیسے پھر کہیں بم بلاسٹ ہو گیا ہو۔ خیر اللہ کا شکر آجکل تو ویسے بھی ایسی خبریں سننے کو نہیں مل رہی تھیں۔اللہ واقعی رحم کرے پاکستان پر۔

”دھند تو یہاں اسلام آباد میں بھی بہت ہے ابا۔“ اس نے ٹوسٹ ابا کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔اخبار سے نظریں اٹھا کر انہوں نے سامنے پڑے ناشتے کو دیکھا اور اخبار وہیں اپنے پاس صوفے پر ہی رکھ دیا۔

”ارے بچے۔۔ یہاں کی دھند میں اور وہاں کی دھند میں فرق ہے نا۔" کہتے ساتھ وہ ناشتے میں مگن ہو گئے۔ عندلیب نے مزید بحث نہیں کی ورنہ آج دھند کے بارے میں اچھا خاصا لیکچر سننے کو مل جاتا اور وہ اپنا ہفتہ ایسے لاہور کی دھند کے نام تو ہونے دے گی نہیں۔

”امتحان کی تیاری کیسی جا رہی ہے تمہاری؟“ وہ چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے پوچھ بیٹھے جبکہ عندلیب کے چہرے پر یکدم ہی بیزاری پھیلی۔ پراٹھے کا نوالہ حلق میں ہی اٹک گیا تھا۔

”اچھی جا رہی ہے۔“ بمشکل نوالہ نگلتے ہوئے اس نے صوفے پر بیٹھے بیٹھے پہلو بدلا۔

”دیکھ لینا تیاری اچھی ہونی چاہیے۔ دائم تو لگتا ہے ٹاپ کرے گا۔“ دائم جس کالج میں پڑھتا تھا راحیل پاشا وہیں پڑھاتے تھے۔ کالج میں وہ پروفیسر پاشا کے نام سے جانے جاتے

تھے۔دائم ان کا پسندیدہ طالب علم تھا اور چونکہ وہ فزکس کے ٹیچر تھے اور دائم فزکس میں کافی اچھا تھا اسی لیے وہ انہیں کچھ زیادہ پسند تھا۔آوارہ کہیں کا نمبر بڑھانے کے لیے کبھی کبھی منہ اٹھا کر اس کے گھر بھی آجاتا تھا۔"سر مجھے فلاں سوال سمجھا دیں۔۔سر مجھے فلاں نومیریکل سمجھا دیں۔"مقصد صرف عندلیب کو نیچا دکھانا ہوتا تھا اور بس اس کے ابا کی نظروں میں اچھا بننا ہوتا تھا۔کیا تھا کہ وہ ٹاپ سکورر نہ ہوتا مطلب اللہ یہ کرم کسی اور پر کر دیتا۔عندلیب کے اور مسائل کم تھے کہ وہ ٹاپ سکور بھی بن گیا اور اوپر سے سٹوڈنٹ بھی ٹھہرا تو کس کا؟؟پروفیسر پاشا کا۔بچپن میں وہ باقاعدگی سے پاشا صاحب کے پاس ٹیوشن پڑھنے آتا تھا اور اس سے پہلے پنگے لینا بھی عندلیب نے ہی شروع کیا تھا۔وہ جب بھی آتا تھا وہ اس کی کتابیں چپکے چپکے پھاڑ دیتی تھی کبھی اس کی سٹیشنری کی چیزیں غائب کر دیتی تھی جس کی وجہ سے پھر اسے پاشا صاحب سے بہت ڈانٹ پڑتی تھی اور پھر جا کر چھوٹی سی عندلیب کے چھوٹے سے دل کو اطمینان پہنچتا تھا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دوپہر میں وہ صبا اقبال کے گھر آگئی تھی۔صبا اس کی بچپن کی دوست تھی۔سارہ آنٹی اکثر اسے اپنے گھر لے آیا کرتی تھی۔چونکہ دونوں گھر آمنے سامنے تھے اسی لیے صبا اور اس کی دوستی بھی ہوگئی تھی۔دوستی جاری اس لیے رہی کیونکہ صبا کا گھر بھی کچھ گلیاں چھوڑ کر ہی تھا۔اسی لیے دونوں کو ایک دوسرے کے گھر آنے جانے میں کوئی مسئلہ پیش نہیں آتا تھا۔

وہ اس وقت بیڈ پر چونکڑی مار کر بیٹھی تھی اس کے سامنے ڈھیروں کپڑوں کا پھیلاوا تھا۔وہ سب نئے جوڑے تھے جو صبا نے یشفہ کی شادی کے لیے بنوائے تھے۔ان میں کچھ ریڈی میڈ بھی تھے۔وہ ایک ایک جوڑا عندلیب کو دکھا رہی تھی۔عندلیب ایک نظر کپڑوں کو اور پھر ایک نظر اس کا لال بھبوکا چہرہ ضرور دیکھتی تھی۔مطلب اتنا غصہ۔۔آج سے پہلے اس نے کم از کم صبا کو اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا لیکن خیر یہ نیچرل تھا۔بھئی لڑکیوں کے کپڑے اگر خراب ہو جائیں تو وہ کچھ اسی طرح کا رونا دھونا کرتی ہیں اور خاص کر اپنے گھر کی تقریب ہو تو میٹر تو اور بھی گھوم جاتا ہے۔

"اب یہ دیکھو زرا۔"اس نے ایک اور جوڑا عندلیب کی طرف پھینکا۔عندلیب نے وہ گہرے نیلے رنگ کا جوڑا دونوں ہاتھوں میں پکڑے اپنے سامنے کر کے دیکھا۔"یہ تمہارے

سائز کا بنا دیا منحوس مارے نے۔ نہیں میں اسے کیا اتنی پتلی دکھتی ہوں؟'' وہ کب سے درزی کی شان میں بولے جارہی تھی۔ ٹھیک ہے غصہ جائز تھا۔ وہ ان کا کافی پرانا درزی تھا۔ اسے صبا کے ناپ کا تو پتہ ہونا چاہیے تھا اور اسے تو دیکھ کر لگ رہا تھا کسی دبلی پتلی لڑکی کے لیے بنایا گیا ہو۔ یہ ضرور درزی کے کسی شاگرد کا کام تھا۔

''اب کیا ہوگا صبا؟'' وہ اس کی شکل دیکھتے ہوئے افسردگی سے بولی۔ صبا بیچاری تو سر پکڑے کھڑی تھی۔

''کیا ہوگا؟؟ اب ہو ہی کیا سکتا ہے سوائے ایک کام کے کہ میں اس جوڑے کو بھی آگ لگا دوں اور اس درزی کی دکان کو بھی۔'' آواز کافی اونچی تھی اور آنکھوں میں واقعی سب جلا کر بھسم کر دینے والا تاثر تھا۔

''تم خود کو ہی آگ لگا کر جلا کیوں نہیں دیتی۔ حد ہے صبا پورا گھر سر پر اٹھایا ہوا ہے۔'' یہ آواز یشفہ کی تھی جو یقیناً صبا کا شور سن کر کمرے میں آئی تھی۔ عندلیب سے اس کی ملاقات پہلے ہی ہو چکی تھی۔

''جلیں میرے دشمن وہ بھی جہنم کے سب سے نچلے درجے پر۔'' لٹھ مار انداز میں کہتے ہی وہ بیڈ پر ٹک کر بیٹھ گئی یوں کہ اس کا نیم رخ عندلیب کی طرف تھا۔

Clubb of Quality Content

"امی نے کہا ہے نا کہ بازار سے جا کر نیا لے آنا اور اتنے پیسے بھی دینے کو تیار ہیں اچھا سا جوڑا لے آنا جا کر۔ اب دوبارہ بنوانے کا تو ٹائم نہیں ہے نا۔" وہ خود الماری میں گھسی ہوئی اسے سمجھائے جا رہی تھی۔ عندلیب نے یکدم صبا کو دیکھا۔

"یار صبا جب مسئلہ حل ہو ہی گیا ہے تو کیا اتنا آسمان سر پر اٹھانا۔" اس کے شکوہ کن انداز کے کہنے پر صبا مکمل اس کی طرف گھوم گئی۔

"وہ میری کزن ہے نا ڈائن اس نے اپنی مرضی کا سوٹ ڈیزائن کروایا ہے اور میں اپنی ہی بہن کی شادی پر کسی کے بنے بنائے ڈیزائن کے کپڑے پہنوں گی۔" اس کا انداز رو دینے والا تھا بلکہ اس کی بھوری آنکھوں میں آنسو بھی جمع ہونے لگے تھے۔

"اچھا تم فکر مت کرو ہم ایسا سوٹ لائیں گے کہ دنیا دیکھے گی ٹھیک ہے نا اپنا موڈ سیٹ کر لو۔" اس نے صبا کو بازو سے پکڑ کر منانے والے انداز میں کہا۔

"بس ٹھیک ہے تم ساتھ چلنا میرے۔" وہ فوراً مان گئی اور اٹھ کر کپڑوں کی طرف بڑھ گئی۔ اتنے میں یشفہ عندلیب کے پاس آئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا جسے دیکھتے ہی صبا نے رکھ کر سر پر ہاتھ دے مارا۔ یشفہ بھی اسے خفگی سے دیکھ رہی تھی۔

"یہ لو عندلیب یہ تمہارے لیے ہے۔" اس نے بیگ اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا جبکہ وہ کچھ نا سمجھی سے دیکھے گئی۔

"مگر میرے لیے کیوں؟" وہ باری باری دونوں کا چہرہ دیکھتے ہوئے بولی۔

"اوہو۔۔یہ تو صبا بھلکڑ تمہیں دینا بھول گئی مجھے ابھی الماری میں پڑا ہوا نظر آیا تو میں نے کہا خود ہی دے دوں۔صبا کے تو اپنے غم ہی ختم نہیں ہوتے۔" اس نے اچٹتی نگاہ صبا پر ڈالتے ہوئے کہا۔لعنت ہو اس نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی اکلوتی دوست عندلیب کو وہ سوٹ دینا تھا۔ہائے وہ کیسے بھول گئی؟

"میں نے اپنی شادی کی خوشی میں اپنی سب فرینڈز کے لیے ایک ایک سوٹ بنوایا تھا تو تمہیں کیسے بھول سکتی تھی۔یہ کلر اور ڈیزائن صبا کی پسند کا ہے میرا اس میں کوئی ہاتھ نہیں ہے آئی ہوپ تمہیں اچھا لگے گا۔" وہ پیار سے کہتے ہی کمرے سے چلی گئی جبکہ عندلیب قدرے حیرانی سے صبا کی طرف گھومی۔

"اس سب کی کیا ضرورت تھی صبا؟" اسے کافی شرمندگی محسوس ہو رہی تھی۔یہ پہلی دفعہ تھا جو یشفہ نے اسے کچھ دیا تھا۔وہ اور صبا تو ایک دوسرے کو کچھ نا کچھ دیتی رہتی تھیں لیکن یشفہ۔۔۔

"یار یہ آپی کا نکالا ہوا ٹرینڈ ہے نا انہوں نے بنوائے ہیں سب کے لیے۔ بس یہ ڈیزائن میری پسند کا ہے۔ اتنا بھی کیا شرمانا تم تو بلکل غیروں کی طرح بیہیو کر رہی ہو۔" پھر وہ چلتے چلتے آگے گئی اور سارے جوڑوں میں سے ایک جوڑا نکال کر عندلیب کے سامنے کیا۔

"سی۔۔ ہم دونوں کا سیم ہے بس میں نے کلرز مختلف رکھے ہیں تمہارا سنہرا اور میرا سبز۔۔ اچھا ہے نا؟" عندلیب کو گولڈن بہت پسند تھا۔

"شکریہ صبا۔" اس نے مسکرا کر صبا کو دیکھتے ہوئے کہا شرمندگی تو اب بھی ہو رہی تھی مگر یشفہ نے سب کو اپنی خوشی سے دیا تھا اتنے مسئلے کی بات تو نہیں تھی۔ انسانوں کو چاہیے دوسروں کی خوشی میں خوش ہونا سیکھیں ایسے زندگی آسان ہو جاتی ہے اور جن چیزوں میں اگلے بندے کا پیار اور خلوص شامل ہو اسے ایکسیپٹ کرنے میں کوئی برائی نہیں ہے۔ پھر کتنی ہی دیر صبا اسے اپنی مزید چیزیں دکھاتی رہی جوتے، جیولری، میک اپ کا سامان جو جو اس نے خریدا تھا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆
☆

اگلے دن وہ بوا کے ساتھ گھر کی صفائی میں مگن تھی تبھی اسے اپنے فون کی آواز آئی۔

"بوا یہ سب سٹور روم میں پہنچا دیں میں آتی ہوں۔" پھر وہ بھاگتے ہوئے لونگ روم میں گئی کیونکہ آواز وہیں سے آ رہی تھی۔اندر جا کر اس نے دیکھا فون صوفے پر پڑا تھا اس نے فوراً جھک کر اٹھایا اور کال اٹینڈ کر کے فون کان سے لگایا۔

"یار حد ہو گئی عندلیب کب سے کال کیے جا رہی ہوں۔" وہ بغیر سلام دعا کے تیزی میں بولی۔

"صفائی کر رہی تھی صبا کیا ہوا خیریت؟"

"تیار ہو میں تمہیں لینے آ رہی ہوں پانچ منٹ کے اندر اندر۔" اس نے بس اتنا کہا اور کال کاٹ دی۔ عندلیب کچھ بولنا چاہ رہی تھی مگر الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔اسے یاد آیا آج صبا کے ساتھ شاپنگ پر جانا تھا مگر یہ بہت جلدی تھا اسے لگا کہ شاید وہ شام کو جائے گی خیر اس نے ایک نظر اپنے حلیے کو پیچھے دیوار پر لگے بڑے سے آئینے میں دیکھا وہ کسی کام کرنے والی ماسی سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ بکھرے بکھرے بال کیچر میں بندھے تھے۔عام سی سفید شرٹ اور ٹراوزر پہن رکھا تھا ظاہر ہے وہ سٹور روم کا کام کر رہی تھی۔ وہ فون وہیں پھینک کر بھاگتے

ہوئے اوپر اپنے کمرے میں گئی سب سے پہلے فیس واش سے منہ دھویا اور پھر کپڑے بدلے۔ بال کنگھی کر کے کھلے چھوڑ دیے تھے۔اب کے اس نے سیاہ رنگ کی قمیض شلوار پہنی ہوئی تھی۔منہ پر میک اپ اسے پسند نہیں تھا سوائے ایک لپ گلاس کے۔وہ ایسے ہی اچھی لگتی تھی۔پھر ایک نظر اس نے دیوار پہ لگی گھڑی کو دیکھا پندرہ منٹ گزر گئے تھے۔

''آئی بڑی وقت کی پابند۔''اس نے طنزیہ انداز میں کہتے ہوئے اپنا مہرون ہینڈ بیگ اٹھایا اور جوتے پہن کر نیچے چلی گئی۔نیچے پہنچتے ہی اس نے فون لیا اور وہیں صوفے پر بیٹھ گئی۔اب اسے صبا کی کال کا انتظار تھا جو ٹھیک پانچ منٹ بعد آگئی تھی۔اس نے کال اٹینڈ نہیں کی اور باہر کی طرف چلی گئی۔گیٹ کے باہر ہی وہ سیاہ رنگ کی گاڑی کو دیکھ کر پچھلی طرف کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔اس نے گاڑی پر غور نہیں کیا تھا اگر کیا ہوتا نا تو کبھی نہ بیٹھتی۔

''افف صبا یہ تھے تمہارے پانچ منٹ؟''اس نے اندر بیٹھتے ساتھ خفگی سے کہا۔اب وہ اپنا موبائل بیگ میں ڈال رہی تھی۔

''میں نے دیر نہیں کی یہ صاحب مجھے دیر سے لینے آئے تھے۔''صبا کے کہنے پر اس نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا۔

"ہیلو پریٹی گرل!!"اس کی شکل دیکھتے ہی عندلیب کا دماغ پورا ہی گھوم گیا۔اسی تیزی سے اس نے صبا کو دیکھا اس سے پہلے وہ کچھ بولتی۔گاڑی آگے کو رواں ہو گئی۔

"ایسے مت گھورو پلیز۔۔امی نے کہا تھا کہ دائم کو ساتھ لے کر جانا اکیلے دونوں لڑکیاں کیا خوار ہو گی ایک مرد ساتھ ہونا چاہیے۔"اور عندلیب نے جیسے اس کی بات سنی ہی نہیں تھی اور تیزی سے گردن موڑ کر شیشے سے باہر دیکھنے لگی جبکہ صبا کو واقعی دائم پر غصہ آرہا تھا بھئی اس کی وجہ سے اس کی دوست ناراض ہو گئی تھی۔کیا ضرورت تھی امی کو بھی اسی کو کال کر کے بلانے کی۔

"عندلیب بات تو سنو نا۔"وہ دوبارہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"چپ کر کے بیٹھ جائو صبا۔۔ایسا نہ ہو میں چلتی گاڑی سے باہر کود جائوں۔"

"سوری کاغذی گڑیا جب تک میں نہ چاہوں لاک نہیں کھلیں گے چاہے تو اپنے نازک ہاتھوں سے کوشش کر کے دیکھ لو۔"دائم نے ثابت کیا تھا وہ واقعی اس دنیا میں واحد ڈھیٹ تھا کوئی اسے کراس کر کے آگے جا ہی نہیں سکتا تھا۔

"چپ کر جاؤ دائم۔۔اسے تنگ مت کرو جو تم نے پہلے کیا تھا وہ کافی نہیں ہے۔" صبا یقیناً اسی ویڈیو کی بات کر رہی تھی جو اس نے سٹیٹس لگائی تھی۔ دائم نے سڑک کے ایک کنارے گاڑی روک دی اور پھر پیچھے کی طرف گھوما۔

"عادت سے مجبور ہوں اور پلیز تم بار بار اس بات کا ذکر مت کرو۔ وہ ویڈیو میں نے بدلہ لینے کے لیے بنائی تھی اب حساب برابر ہو گیا نا اور یقین کرو عندلیب اس بات پر اب ناراض نہیں ہے۔" جبکہ عندلیب اسی خفگی سے اسے دیکھتی رہی۔ جاہل لڑکا ہو نہہ۔

گاڑی پھر سے سڑک پر رواں تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہ شاپنگ مال پہنچ چکے تھے۔ صبا اور عندلیب دونوں آگے کو چل رہی تھیں جبکہ دائم ان کے ٹھیک پیچھے تھا اس کی توجہ کا مرکز اس وقت عندلیب کے گہرے بھورے بال تھے۔ وہ اتنے خوبصورت تھے کہ کوئی بھی ان کا دیوانہ بن سکتا تھا۔ دل تو کر رہا تھا کہ سارے بال پکڑ کا باندھ دے۔ اسے خیال رکھنا چاہیے اتنے خوبصورت بالوں کو اگر کسی کی نظر لگ گئی تو۔ خیر وہ دونوں ایک برینڈ کی شاپ میں چلی گئیں۔

"یہ والا اچھا نہیں لگ رہا یار۔" صبا نے ایک سوٹ اپنے سامنے رکھ کر دیکھا جس پر عندلیب نے یہ کہا تھا۔ صبا پر ہر رنگ جچتا تھا مگر اس پر کام ایسا تھا جو تھوڑا اولڈ فیشن لگ رہا تھا۔

صبا نے بھی اس کے مشورے پر حامی بھری۔ وہ اب دوسرے کپڑوں کی طرف متوجہ ہو گئے۔ دائم ان سے تھوڑا دور کھڑا ان پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ اس کی زیادہ نظر عندلیب پر ہی تھی۔ وہ بار بار صبا کی کسی بات پر ہنس رہی تھی۔ منٹوں منٹوں میں اس کے چہرے کے تاثرات بدل جاتے تھے۔ وہ یکدم ہنستے ہنستے سنجیدہ ہو جاتی تھی۔ وہ اس کی ہر ادا کو نوٹ کر رہا تھا۔ عندلیب کی شکل و صورت کا شمار عام سی لڑکیوں میں ہوتا تھا اگر اسے کچھ خاص دکھاتا تھا تو اس کا غصہ اس کا ہنسنا اور اس کا سپاٹ چہرہ اور ہاں اس کے بال بھی۔ اسے اندازہ بھی نہیں ہوا کہ وہ کب سے عندلیب کو دیکھے جا رہا ہے اور شاید ہوتا بھی نہ اگر عندلیب فوراً اس کی چوری نہ پکڑتی۔

اسے شاید اپنے چہرے پر کسی کی نظریں محسوس ہوئی تھیں تو اس نے فوراً سر بائیں طرف اٹھا کر دیکھا تو نظریں دائم سے ملیں جواب کسی چور کی طرح اپنی نظریں چرا رہا تھا۔ عندلیب نے سر جھٹک کر رخ پھیر لیا اور پھر سے صبا کی کسی بات پر ہنسنے لگی۔

تھوڑی ہی دیر بعد دونوں کو ایک سوٹ پسند آ ہی گیا تھا اور اب وہ کاؤنٹر پر کھڑے تھے۔ عندلیب نے گردن موڑ کر دائم کو دیکھا جو اس کے بالکل ساتھ کھڑا تھا۔ وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا لیکن اس کے چہرے کے تاثرات وہ تھے جو عندلیب نے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ اتنا سنجیدہ

دائم ؟؟ کہیں آج سورج مشرق سے تو نہیں نکلا تھا؟اس نے نظریں واپس پھیر لیں۔نہیں یہ وہ دائم نہیں تھا جسے وہ جانتی تھی۔اتنا سنجیدہ دائم ؟

وہ سارے راستے دائم کو نوٹس کرتی رہی تھی۔اس نے عندلیب کو ایک دفعہ بھی مخاطب نہیں کیا تھا مذاق کرنا تو دور کی بات اس نے ایک دفعہ بھی اس کا نام نہیں لیا تھا اس سے بات نہیں کی تھی۔راستے میں وہ لوگ گول گپوں والے پاس رکے تھے۔دائم نے انہیں گول گپے گاڑی میں ہی لا کر دیے تھے۔عندلیب سے تو حیرت کے مارے وہ بھی نہیں کھائے جا رہے تھے۔اتنا سنجیدہ دائم ؟؟

صبا کا گھر پہلے آتا تھا سو اس نے پہلے صبا کو گھر تک چھوڑا تھا۔اب کے وہ گاڑی میں اکیلی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کچھ بولو دائم کچھ تو بولو۔نہیں تو میں صدمے سے مر جائوں گی۔" وہ دل ہی دل میں بولے جا رہی تھی مگر دائم تھا کہ اس نے چپی باندھ لی تھی۔کیا وہ اس کی کسی بات پر ناراض ہو گیا تھا؟ مگر اس نے تو اس سے کچھ بھی نہیں کہا۔پھر ایسا کیا ہوا ہو گا؟آپ کے ارد گرد زیادہ بولنے اور ہنسنے والے لوگ اگر یکدم خاموش ہو جائیں تو کچھ ایسا ہی حال ہوتا ہے جو اس وقت

عندلیب کا ہو رہا تھا۔ وہ اسی طرح بت بنے اسے دیکھتی رہی ہوش میں تب آئی جب دائم نے اس کے سامنے چٹکی بجائی۔

"گھر آگیا ہے عندلیب۔" وہ بوکھلا سی گئی۔ اسے اندازہ ہی نہیں تھا کہ دائم کب سے اس کے اترنے کا انتظار کر رہا تھا۔ اپنے بیگ پر سخت گرفت جمائے وہ دروازہ کھول کر نکلنے ہی لگی کہ ایک پل کو رکی۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے نا؟؟" دائم نے اس کے سوال پر گردن اس کی طرف موڑی اور مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلا گیا۔ عندلیب مطمئین نہیں ہوئی تھی مگر کوئی چارہ نہیں تھا سو وہ گاڑی سے اتر گئی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

آج یشفہ کی مہندی تھی اور ہال کی رونقیں پورے عروج پر تھیں۔ یہ گرینڈ مہندی تھی اور سارہ سیٹ اپ مکس تھا۔ وہ پاشا صاحب کے ساتھ ہال میں داخل ہوئی تھی۔ یشفہ کی دی

ہوئی سنہرے رنگ کی کامدار میکسی اس پر کافی بچ رہی تھی۔میک اپ کے لیے اس نے نخریلی کو گھر پر بلایا تھا اور اس کا بہت سر کھایا تھا کہ اگر میک اپ تیز ہوا تو وہ اپنی ٹانگوں پر گھر نہیں جا سکے گی۔لمبے بال کرل کیے ہوئے تھے اور سامنے سے مانگ نکال کر دونوں طرف کھلی بریڈ بنائی گئی تھی۔وہ واقعی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔متلاشی نظریں جسے ڈھونڈ رہی تھیں وہ کہیں تھی ہی نہیں۔بلاآخر وہ اسے نظر آگئی۔وہ ایک گروپ کے ساتھ کھڑی تھی اور عندلیب کو دیکھتے ہی ان سے معذرت کرتے اس کے طرف چل دی۔عندلیب اسے دور سے دیکھ سکتی تھی۔اس کا جوڑا بھی بلکل عندلیب جیسا تھا بس رنگ سبز تھا اور اس پر کام سنہرا ہی ہوا تھا۔وہ پارلر سے تیار ہوئی تھی۔بال اس کے بھی کرل کیے ہوئے تھے اور درمیان سے مانگ نکال کر اس نے ٹیکا لگا رکھا تھا یوں لگ رہا تھا کہ ایک ستارہ اس کی پیشانی پر سجایا گیا ہو۔وہ اس کے قریب آتے ہی اس کے گلے لگی۔

”تم بہت پیاری لگ رہی ہو صبا۔ماشاءاللہ۔“اس سے الگ ہوتے ہوئے اس نے اونچی آواز میں اس کے کان قریب ہو کر کہا۔

”تم سے کم عندلیب۔“وہ بھی اسی کے انداز میں بولی۔ہال میں گانوں کا بہت شور تھا۔وہ اس کا ہاتھ پکڑے اسے برائیڈل روم کی طرف لے گئی۔

”بہت بہت مبارک ہو یشفہ آپی۔۔آپ بہت حسین لگ رہی ہیں۔“ یشفہ واقعی خوبصورت دلہن تھی۔اس نے گہرے گھیر والا مونگیا رنگ کا فراک پہنا ہوا تھا۔سر پر گلابی رنگ کا بھاری کامدار دوپٹہ تھا اور ماتھے پر ماتھا پٹی سجی تھی۔

”شکریہ عندلیب۔۔تم پر تو یہ جوڑا صبا سے بھی زیادہ جچ رہا ہے۔“ تاریخ گواہ ہے ایک بہن کبھی اپنی بہن کی تعریف نہیں کرے گی۔وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

”ظاہر ہے عندلیب کی تو بات ہی کچھ اور ہے۔“ صبا نے کہتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے ساتھ لیے یشفہ کے ساتھ جا کھڑی ہوئی۔یشفہ کی ایک دوست اب ان تینوں کی تصویریں کھینچ رہی تھی۔

ایک بات تو ہے دوست کی بہن کی شادی ہو نا تو دوست بہت کم ہی آپ کو ملتی ہے اور آج کے دن صبا بھی بہت مصروف تھی۔خیر عندلیب سمجھدار لڑکی تھی اور ایسے معاملات کو وہ اچھی طرح سمجھتی تھی۔وہ نظریں گھما گھما کر ہال کو دیکھ رہی تھی۔وہ بہت شاندار تھا۔

”پریٹی گرل!!“ اسے اپنے کان کے قریب کسی کی آواز آئی۔وہ فوراً سے پیچھے گھومی۔ سامنے ہی دائم کھڑا تھا۔سیاہ رنگ کے کرتا شلوار میں ملبوس وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔وہ خاصا ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

"اسی لیے کہتا ہوں مجھ سے دوستی کر لو۔ایک دوست سے کام نہیں چلتا دیکھا اب کتنا بور ہو رہی ہو تم۔" اس کا انداز چھیڑنے والا تھا۔پہلے تو وہ کچھ بول ہی نہ سکی۔ کل والا دائم گم ہو گیا تھا اور پرانا دائم واپس آگیا تھا جو جب تک عندلیب کو تنگ نہ کر لے سکون اسے آتا نہیں تھا۔

"میں تم سے دوستی کرنے سے پہلے زہر کھا کر مرنا پسند کروں گی۔" اس نے بھی ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہا۔

"اور تمہیں لگتا ہے میں تمہیں مرنے دوں گا؟" اس کے قریب ہو کر کہتے ہی وہ اس کے ساتھ سے ہو کر چلا گیا۔ عندلیب پر جیسے سکتہ طاری ہو گیا تھا۔اس نے گردن موڑ کر دیکھا وہ اب کچھ لڑکوں کے ساتھ کھڑا تھا۔ان سب نے بھی سیاہ رنگ ہی پہنا ہوا تھا وہ ضرور اس کے کزنز تھے۔ نظروں کا رخ تیزی سے پھیرا۔ جاہل تنگ کرنے سے سیدھا فلرٹ کے موڈ پر آگیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد صبا سے اسے سٹیج پر لے گئی تھی۔اس نے سولو ڈانس پر منع کر دیا تھا۔تو صبا نے اسے ڈانڈیاں پکڑا دیں جس کی پریکٹس انہوں نے پہلے ہی کر لی تھی۔اب لڑکیوں کا ایک گروپ تھا جو ڈانسنگ فلور کو قبضے میں لیا ہوا تھا۔دائم دور کھڑا صرف اسے دیکھ رہا تھا۔ساری

لڑکیوں کو بیچ بیچ میں سٹیپس بھول رہے تھے مگر عندلیب اور صبا نے تو جیسے برسوں سے اس کی تیاری کر رکھی تھی اس وقت پورے سٹیج پر ان دونوں سے اچھا ڈانڈیوں والا ڈانس کوئی نہیں کر رہا تھا۔اس کے کرل کیے ہوئے بال اس کے ساتھ رقص کرتے دکھائی دے رہے تھے۔دائم اسے دیکھنے میں اتنا محو تھا کہ اسے اندازہ ہی نہیں ہوا کہ اس لڑکی کو کبھی اس نے ان نظروں سے نہیں دیکھا جن نظروں سے اب دیکھ رہا ہے۔کوئی اتنا خوبصورت کیسے لگ سکتا ہے؟اس نے وہیں کھڑے کھڑے اپنی دل کی دھڑکنوں کو پیغام دیا تھا کہ ہاں وہ عندلیب کو پسند کرنے لگا ہے حد سے زیادہ پسند۔۔اور اس پسند کا ایک نام ہوتا ہے جسے ہم محبت کہتے ہیں۔تو ہاں دائم لغاری کو عندلیب پاشا سے محبت ہو گئی تھی۔

Clubb of Quality Content

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

رخصتی کے دن وہ دیر سے ہال میں پہنچی تھی اور اس وقت گول میز کے ارد گرد لگی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھی تھی۔اس کی طبیعت کل رات سے ٹھیک نہیں تھی۔

باراتی آچکے تھے صبا ان کے ساتھ مصروف تھی۔ کیا نصیب تھے عندلیب کے اسے اس وقت اپنی دوست کے ساتھ ہونا چاہیے تھا مگر وہ جیسے ہی کھڑی ہوتی تھی اسے چکر آنے لگتے تھے اسی لیے صبا اسے یہیں بٹھا گئی تھی۔ سرخ رنگ کی ویلوٹ کی ساڑھی میں وہ قیامت خیز لگ رہی تھی۔ بال آج کے دن سٹریٹ کیے ہوئے تھے لیکن چہرے پر بارہ بجے ہوئے تھے کیونکہ جب بھی اس کی طبیعت خراب ہوتی تھی اسے خود پر غصہ آنے لگتا تھا بلکہ ہر چیز پر ہی غصہ آنے لگتا تھا۔

"اب کیسی ہے طبیعت؟" صبا کب آئی اسے پتہ بھی نہیں چلا۔ وہ اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

"سر میں بہت درد ہے صبا اور بہت چکر آرہے ہیں۔" آواز نقاہت زدہ تھی۔ صبا نے آگے بڑھ کر اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا۔ وہ بخار سے تپ رہی تھی۔

"تمہیں بخار چڑھ گیا ہے عندلیب۔۔" اسے اب کافی پریشانی ہونے لگی تھی۔ وہ جب آئی تھی تب اسے بخار نہیں تھا بس سر میں بہت درد تھا۔

"ابا کو بلادو پلیز۔" اس کے کہنے پر صبا فوراً اٹھی اور پاشا صاحب کو ڈھونڈنے گئی۔ وہ سامنے ہی اسے دائم کے ساتھ بات کرتے ہوئے دکھائی دیے۔

"انکل عندلیب کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہے۔" پاشا صاحب نے قدرے پریشانی اسے اسے دیکھا یہ تو وہ جانتے تھے کہ عندلیب ٹھیک نہیں ہے لیکن اس قدر اس کی حالت خراب ہو جائے گی ان کو اندازہ نہیں تھا۔ یہی کوئی پریشانی دائم کے چہرے پر بھی واضح تھی۔

وہ دونوں صبا کے ساتھ عندلیب کے پاس گئے۔

"کیا ہوا میری جان؟" پاشا صاحب فوراً اس کے پاس جاتے ہوئے بولے۔ وہ اسے اپنے گلے لگا چکے تھے۔ دائم نے بغور اس کا چہرہ دیکھا تھا۔ آج اس نے میک اپ نہ ہونے کے برابر کیا تھا لیکن اب اس کا چہرہ ایسے سرخ تھا جیسے جل رہا ہو۔

"انکل میں گاڑی نکالتا ہوں آپ اسے کسی طرح باہر لے کر آئیں۔" دائم سب سے پہلے اپنی ماں کے پاس گیا۔ صبا تو ساتھ جا نہیں سکتی تھی تو ان کے ساتھ کسی عورت کا ساتھ ہونا تو ضروری تھا۔ ان کے کان میں سارا معاملہ بتایا تو یکدم ان کے چہرے پر بھی پریشانی کے اثرات نمایاں ہو گئے۔ وہ جن عورتوں کے ساتھ کھڑی تھیں اب ان سے معذرت کر کے وہ دائم کے ساتھ چلی گئیں۔

"چچی میں بھی ساتھ چلوں گی۔" صبا نے جیسے ضد کرتے ہوئے کہا۔ سارہ پہنچتے ہی اب عندلیب کو سہارا دے کر کھڑے ہونے میں مدد دے رہی تھی۔

"صبا تمہاری بہن کی شادی ہے اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے ہم ہوں گے نا اس کے ساتھ۔ تم بس بھابھی کو ساری سچویشن سمجھا دینا۔" عندلیب کو تو اب بھی چکر آرہے تھے۔ اس نے مضبوطی سے سارہ کی کلائی پکڑی اور آگے کو چلنے لگی۔ اسے تو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے پیر اس کے کنٹرول میں تھے ہی نہیں وہ خود بخود چل رہے تھے۔

دائم تیز تیز باہر گاڑی کی طرف گیا۔ عندلیب کی حالت دیکھ کر تو اس کے اپنے ہاتھ پیر پھولنے لگے تھے۔ آہ کاش عندلیب اپنے پورے حواسوں میں ہوتی اور دائم کی خود کے لیے فکرمندی دیکھ سکتی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

"پریشانی کی بات نہیں ہے بس کمزوری ہو گئی ہے۔" عندلیب بیڈ پر بیٹھی تھی اور سارہ اس کے بلکل ساتھ اس کا ہاتھ پکڑے۔ لیڈی ڈاکٹر نے اس کا چیک اپ کر لیا تھا اور کچھ دوائیاں لکھ کر دی تھیں جو دائم لینے چلا گیا تھا۔

"ایگزامز کا سٹریس لیا ہو گا اس نے ضرور۔" پاشا صاحب تھوڑی دور رکھی کرسی پر بیٹھے بیٹھے بولے تھے۔ پچھلے کچھ دونوں سے وہ اسے دیکھ رہے تھے وہ کچھ زیادہ ہی پیپرز کو سر پر سوار کیے ہوئے تھی۔

"بچے بلاوجہ کا سٹریس لینے کی ضرورت نہیں ہے آپ ویسے بھی اتنی ویک ہو اپنا خیال رکھا کرو۔" عندلیب نے شرمندگی سے سر اثبات میں ہلایا۔اب وہ کافی بہتر محسوس کر رہی تھی۔ سارے راستے سارہ آنٹی اس پر دم کرتی آئی تھیں رہی بات ڈاکٹر کی ہدایات کی تو وہ واقعی اب سے اپنا خیال رکھے گی جو کہ وہ پہلے تو نہیں رکھتی تھی لیکن آج اس نے ایک بات کا اندازہ لگایا تھا کہ اسے خود کو سنبھالنا آنا چاہیے اس کے ابا کو اس کی ضرورت تھی وہ خود اتنے بیمار رہتے تھے۔ایسے میں عندلیب اگر اپنا خیال نہیں رکھے گی تو کون رکھے گا۔اب ہر بار سارہ آنٹی اور دائم تو نہیں ہو سکتے نا اسے خود کو خود ہی سنبھالنے آنا چاہیے۔

اب وہ گھر کے لیے روانہ ہو چکے تھے۔ وہ پچھلی سیٹ میں سارہ آنٹی کے ساتھ چپ چاپ سی بیٹھی تھی۔ نظروں کے حصار میں ایک بار پھر ڈرائیو کرتا ہوا دائم تھا جو مسلسل پاشا صاحب سے باتیں کیے جا رہا تھا۔ایک بار پھر عندلیب نے اس کے چہرے اور لہجے میں ویسی ہی سنجیدگی محسوس کی۔

''گھر اور ہال دونوں کا راستہ مختلف ہے آپ لوگوں کو اس وقت ہال میں ہونا چاہیے۔''

پاشا صاحب سامنے سڑک کو دیکھتے ہوئے دائم اور سارہ سے مخاطب تھے۔

''کوئی بات نہیں سر اب میں اتنی رات میں آپ لوگوں کو سڑک پر تو اتار سکتا نہیں ہوں۔آپ اپنی گاڑی کی چابی مجھے دے دیں میں لے آئوں گا۔'' پاشا صاحب نے جیب سے چابی برآمد کی اور دائم کو تھمادی۔ان کی گاڑی وہیں ہال کی پارکنگ میں کھڑی تھی۔

''آپ بے فکر رہیں بھائی صاحب۔میری بھابی سے بات ہوگئی ہے رخصتی میں ابھی کافی وقت ہے۔مجھے یقین ہے عندلیب کو ضرور نظر لگی ہے بہت بری نظر۔گھر پہنچ کر میں اس کی نظر اتاروں گی پہلے۔دیکھنا کل تک بلکل ٹھیک ہو جائے گی۔''انہوں نے نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور عندلیب نے ان کے کندھے پر اپنا سر ٹکادیا۔وہ جب ہوتی تھیں تو اسے ماں کی کمی محسوس نہیں ہوتی تھی۔جبکہ دائم کے تو نظر والی بات پر چھکے ہی چھوٹ گئے تھے۔کیا عندلیب کو اس کی نظر لگی تھی؟وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی پورا ہال اسے دیکھے جا رہا تھا کم از کم اس کی نظر عندلیب کو نہیں لگنی چاہیے۔وہ جیسے خود کو خود ہی تسلیاں دیے جا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اگلے دن وہ کالج سے آتے ہی لائونج میں صوفے پر ہی بیٹھ گیا تھااور کب سے موبائل ہاتھ میں پکڑے مکمل اس میں محو بس بیٹھا ہی ہوا تھا۔اس نے کپڑے بھی تبدیل نہیں کیے تھے۔

دفعتاً اس کی نظریں اٹھیں اور اسے سامنے سے وہ آتی ہوئی دکھائی دی۔اس کے ہاتھ میں چاکلیٹ کیک تھا جو کسی شیشے کے برتن میں مقید تھا۔

"ارے عندلیب۔"اسی دوران سارہ بھی کچن سے نکلی اور عندلیب کو دیکھ کر کافی خوش ہوئیں۔

"آنٹی یہ میں نے چاکلیٹ کیک بنایا تھا آپ کے لیے۔"اس نے وہ کیک ان کے سامنے کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"مگر اس کی کیا ضرورت تھی بیٹا تمہاری طبیعت کتنی خراب تھی تمہیں آرام کرنا چاہیے نا۔"سارہ نے کیک اس کے ہاتھوں سے لیتے ہوئے ناراضگی سے کہا۔عندلیب نے انہی کے کہنے پر آج کالج سے چھٹی کی تھی اب یوں کیک دیکھ کر ان کا ناراض ہونا تو بنتا تھا۔

"آپ کا شکریہ ادا کرنا تھا آنٹی سوچا ایسے خالی ہاتھ جاتے ہوئے اچھی تو نہیں لگوں گی۔"

دائم بڑے مزے سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔نمبر بنانے کا ویسے یہ اچھا طریقہ تھا۔

"کوئی بات نہیں گڑیا آمنے سامنے گھر ہے۔فرض بنتا ہے ہمارا اور تم تو ویسے بھی مجھے بڑی پیاری ہو۔تم بیٹھو۔" وہ پیار سے کہتی کچن کی طرف چلی گئیں۔دائم تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

"سچ بتانا کاغزی گڑیا تم نے اس کیک میں ایسا زہر ڈالا ہے نا جو صرف مجھ پر اثر کرے گا۔" وہ اس کی آنکھوں میں شرارت سے دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"فکر نہ کرو جب ایسا زہر بنے گا نا جو پوری دنیا میں صرف تمہیں مار سکے گا تو میں ضرور تم پر ٹرائی کروں گی۔"اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے وہ کرخت سے لہجے میں کہتے ہی پلٹ گئی۔دائم فوراً اس کے پیچھے گیا۔

"دیکھ لو تمہیں سزائے موت ہو گی پھر۔"وہ اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا جو تیز تیز قدم باہر کی طرف لیے جا رہی تھی۔

"تمہارے قتل کے بعد میں خوشی خوشی پھانسی چڑھنا پسند کروں گی۔"انداز تپا ہوا تھا اور وہ بغیر اسے دیکھے بولی تھی۔

"یعنی میرے مرنے کے بعد بھی میرے پیچھے پیچھے آ جاؤ گی؟؟"عندلیب کا دماغ گھوم کر رہ گیا اور وہ وہیں رک کر اسے گھورنے لگی۔

"تمہارے پاس دوست نہیں ہیں جنہیں تم تنگ کرو؟" وہ جیسے تھک ہار کر اس سے پوچھ رہی تھی۔ دائم جوابا ہنس دیا۔

"دوست تو بہت ہیں بس گرل فرینڈ تم ہی ہو میری۔" اب کی بار تو عندلیب کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں اور چہرہ کسی آتش فشاں کی مانند لگنے لگا۔

"بکواس مت کرو میں نہیں ہوں تمہاری گرل فرینڈ۔" اسے واقعی یہ بات تپا گئی تھی مطلب حد ہو گئی اس پر ٹیگ بھی لگایا تو کون سا لگایا گرل فرینڈ؟؟

"ارے ارے اتنا کیوں بھڑک رہی ہو؟ اب لڑکیاں تو میری دوست ہیں نہیں ایک تم ہی ہو اور اگر لڑکی دوست ہو تو اسے یہی کہتے ہیں نا۔۔ **گرل فرینڈ**۔" گرل فرینڈ پر زور دیتے ہوئے وہ اس کے کان میں چیخا تھا۔ عندلیب کا دل کیا جوتا اتارے اور اچھے سے اس کی دھلائی کرے۔ کیا مطلب وہ اتنا معصوم تو تھا نہیں اور اگر بننے کی کوشش کر رہا تھا تو یقین جانو بہت ہی برا لگ رہا تھا۔

"نہ میں تمہاری فرینڈ ہوں نہ ہی گرل فرینڈ سمجھے۔" شہادت کی انگلی دکھاتے وہ پھر سے آگے بڑھ گئی۔

"تو پھر محبوبہ بن جائو۔" دائم اور اس کے مشورے۔اس سے پہلے وہ واقعی جوتا اتار کر اسے مارتی وہ اندر بھاگ گیا تھا۔آوارہ کہیں کا ڈرپوک کہیں کا!! دل ہی دل میں اسے سب کچھ کہتی وہ وہاں سے چلی گئی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆
☆

شام میں وہ اپنے کمرے میں بیٹھی پڑھ رہی تھی جب اسے بوا سے پتہ چلا کہ ان کے گھر کوئی مہمان آئے ہیں۔جب مزید اس نے پوچھا اسے پتہ چلا وہ پاشا صاحب کے کوئی جاننے والے ہیں خیر اس وقت وہ پڑھنے کے موڈ میں تھی اور جب اس کا پڑھنے کا موڈ ہوتا تو وہ ساری دنیا پر لعنت بھیج دیتی تھی۔وہ اسی طرح پڑھتے پڑھتے سٹڈی ٹیبل پر ہی سر رکھے سو گئی۔صبح جب اس کی آنکھ کھلی تھی تو اس کی گردن میں یکدم درد ہوا تھا۔وہ بہت ہی غلط سو گئی تھی اور اب تو دیر بھی بہت ہو گئی تھی سو وہ تیز تیز کالج کے لیے تیار ہونے لگ گئی۔

”بوا ناشتہ لگا دیں جلدی۔“اس نے سیڑھیاں اترتے ہوئے زوردار آواز لگائی تھی۔اسے کالج کے لیے تیار دیکھ کر بوا کافی حیران ہوئی تھی۔

”مگر بی بی وین تو چلی گئی۔“یہ بات اس کے سر پر بم کی طرح جا لگی تھی۔ایسے کیسے چلی گئی تھی وہ تو وقت پر نیچے آئی تھی۔

”مگر کیوں؟“

”میں نے بھیجا ہے اس کو۔۔آج تم نہیں جا رہی کالج۔“پاشا صاحب کی آواز پر اس نے گردن موڑ کر دیکھا وہ اسے حکم دیتے ہی لونگ روم میں چلے گئے۔عندلیب نے گہرا سانس بھرا اور باقی کی سیڑھیاں پار کرتے ان کے پیچھے چلی گئی۔

”آؤ عندلیب مجھے تم سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔“قدموں کی آہٹ پر انہوں نے بنا مڑے اس سے کہا۔عندلیب فرمانبرداری سے ان کے ساتھ صوفے پر جا بیٹھی۔

”تم جانتی ہو نا مجھے تم سے کتنی محبت ہے۔“انہوں نے پوچھا۔عندلیب بس ان کا چہرہ دیکھ رہی تھی جس پر افسردگی سی چھائی ہوئی تھی۔

”جانتی ہوں ابا۔“اس نے اسی نرمی سے جواب دیا۔

"اور تم یہ بھی جانتی ہو نا عندلیب میں نے تمہاری ہر خواہش پوری کی ہے۔" یہ اگلا سوال تھا۔ عندلیب کے دل میں ہول اٹھ رہے تھے۔

"جانتی ہوں ابا۔" اس نے پھر ویسا ہی جواب دیا۔

"تو کیا تم مجھے اپنی زندگی کے بڑے فیصلے کرنے کا حق دیتی ہو؟" وہ ایک بار پھر اس سے پوچھ رہے تھے۔ ہاں وہ حکم نہیں دے رہے تھے وہ پوچھ رہے تھے۔ عندلیب نے ان کی طرف گھومتے ہوئے ٹانگیں صوفے سے اوپر کر لی اور ان کے دونوں ہاتھوں کو تھام لیا۔

"آپ میرے ابا ہیں مجھ پر حق رکھتے ہیں یوں پوچھا نہ کریں۔" پاشا صاحب نے بہت نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور پھر اس کی پیشانی کو چوما۔

"کل کچھ مہمان آئے تھے تم پڑھ رہی تھی تو میں نے تمہیں ڈسٹرب نہیں کیا۔" وہ ایک پل کو رکے عندلیب کی آنکھوں میں دیکھا اور پھر بولے۔ "وہ تمہارا ہاتھ مانگنے آئے تھے۔" عندلیب کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہو گئی اور ان کے ہاتھوں پر گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔

اسے اندازہ نہیں تھا پاشا صاحب یہ بات کریں گے۔ اسے پتہ ہونا چاہیے تھا زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ شادی ہوتا ہے جس کا حق وہ انہیں سونپ چکی تھی۔

"ابا!!"اس کی آواز رندھی ہوئی لگ رہی تھی۔پاشا صاحب کی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں۔

"دیکھو میرے بچے۔۔وہ لغاری کے جاننے والے ہیں اور تمہاری دوست کی شادی میں تم ان کو پسند آگئی تھی۔"عندلیب نے اپنے ہاتھ چھڑوا لیے حتی کہ نظریں بھی پھر لیں۔اس کے تاثرات سے واضح تھا کہ وہ اس رشتے کے لیے تیار نہیں ہے۔

"دیکھو عندلیب میں جانتا ہوں تم یہی سمجھ رہی ہو نا کہ مجھے جلدی کس بات کی ہے۔ لیکن میری جان میں نے سوچ کر رکھا تھا کہ جب کبھی تمہارے لیے مناسب رشتہ آئے گا میں انکار نہیں کروں گا۔"اس کے بعد وہ خاموش ہوگئے۔عندلیب ان کی خاموشی کی وجہ سمجھ گئی تھی وہ ضرور اس کے جواب کے منتظر تھے۔

"انکار کر دیں ابا میں ابھی اس سب کے لیے تیار نہیں ہوں"اس نے اپنے لہجے کو مضبوط کرتے ہوئے کیا۔وہاں کوئی آنسو نہیں تھے کوئی کپکپاہٹ کوئی افسردگی نہیں تھی وہاں صرف ایک مضبوط لڑکی تھی۔

"مگر عندلیب۔۔"

"ایک ملاقات میں آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ رشتہ میرے لیے مناسب ہوگا؟"اس نے گردن موڑ کر ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیونکہ وہ لغاری کے فرسٹ کزن کا بیٹا ہے۔ان کے جاتے ہی میں نے اس سلسلے میں لغاری سے بات کی تھی۔اس نے مجھے خاصا مطمئین کیا ہے۔احمد ایک قابل انجینئیر ہے تم بہت خوش رہو گی اس کے ساتھ۔"

"او آپ تو ساری تیاری کر کے بیٹھے ہیں اور مجھ سے سب سے آخر میں پوچھ رہے ہیں وائو۔" وہ طنزیہ انداز سے مسکرائی تھی۔چہرے پر جو دکھ کے سائے لہرائے تھے وہ سائے پاشا صاحب نے ضرور دیکھے تھے۔

"کیونکہ تم تب بھی یہی جواب دیتی جواب دے رہی ہو اس لیے میں نے لغاری سے مشورہ لیا اس سے معلوم کیا تا کہ تمہیں اچھے سے سمجھا سکوں۔عندلیب میں تمہارا باپ ہوں۔تمہارے لیے غلط فیصلہ تو نہیں کروں گا نا۔" وہ اب کی بار کچھ نہیں بولی کیونکہ اس کے گلے میں آنسوئوں کا گولہ اٹک گیا تھا۔ساری کی ساری مضبوطی جھاگ کی طرح بیٹھ گئی تھی۔ آنسو باہر آنے کے لئے بے تاب تھے لیکن فلحال انہیں بہنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

”میں جانتا ہوں تم صرف میری وجہ سے نہیں کرنا چاہتی شادی۔ تمہیں لگتا ہے کہ تمہارے بعد میری دیکھ بھال کون کرے گا میرے لیے عندلیب کون بنے گا۔" ان کے چہرے پر زخمی مسکراہٹ تھی۔ عندلیب کے دل پر آریاں چلنے کا وقت ہوا چاہتا تھا۔

”کوئی نہیں بن سکتا کوئی ہے ہی نہیں۔ میرا سب کچھ میری عندلیب ہے۔ میری پیاری عندلیب جو میری تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتی ہے۔“ اور اس کے آنسو بہہ نکلے۔ آنسو کس کی سنتے ہے۔ اسے اپنے ہاتھ پر گرم لمس محسوس ہوا۔ باپ کا لمس۔ "جب تمہاری ماں کا انتقال ہوا تھا تب مجھے لگا میری ساری دنیا اجڑ چکی ہے سب ختم ہو چکا ہے پھر میں نے دیکھا دروازے میں بیٹھی سات سال کی بچی رو رہی ہے پھوٹ پھوٹ کر۔ تب مجھے احساس ہوا کہ دنیا ختم ہو گئی تو کیا ہوا جنت تو میرے پاس ہے نا۔ اگر تم نہ ہوتی تو میں بھی اسی دن مر جاتا تم نے میری ہمت بڑھائی تھی عندلیب۔۔“ پاشا صاحب کو اس کے رونے کی آواز آئی تھی۔ وہ بے ساختہ ان سے لپٹ کر مزید رونے لگی۔

”مجھے مت دور کریں خود سے ابا۔ میں نے آپکا ساتھ دیا تھا نا تو مجھے خود سے دور کیوں کر رہے ہیں؟“ وہ باقاعدہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ پاشا صاحب کے بھی آنسو لڑیوں کی صورت بہے جا رہے تھے۔

"کیونکہ میں مر کر تمہارے ساتھ زیادتی نہیں کر سکتا عندلیب۔" اس کی رونے کی آواز قدرے تیز ہو گئی تھی۔ وہ اب تک ان کے سینے سے لپٹی رو رہی تھی۔ اس کے ابا کی باتیں مزید اس کا دل بھاری کیے جا رہی تھیں۔ "میں مر گیا تو تمہاری ماں مجھ سے سوال کرے گی کہ میری بیٹی کو کس کے آسرے پر چھوڑ کر آئے ہو تو میں کیا جواب دوں گا؟" پاشا صاحب دل کے مریض تھے اور یہ بات عندلیب بھی جانتی تھی۔ انہیں اپنی زندگی میں بہت کم چانسز لگتے تھے اور ایسے میں ایک باپ اپنی بیٹی کی فکر نہیں کرے گا تو کس کی کرے گا۔ ان کا آگے پیچھے کوئی نہیں تھا جو پاشا صاحب کے بعد ان کی بیٹی کا خیال رکھتا۔ انہوں نے تو شکر کیا تھا کہ عندلیب کے لیے ایک بہترین رشتہ وقت پر آگیا تھا۔

"وہ تمہیں آگے پڑھنے بھی دیں گے۔ وہ تمہارا بہت خیال رکھیں گے عندلیب۔ احمد کی ماں کو تم بے حد پسند آئی ہو۔ ان کی خود کی بھی ایک بیٹی ہے۔" عندلیب ان سے الگ ہو گئی اور اپنے آنسو پونچھنے لگی۔

"مجھے سوچنے کے لیے تھوڑا وقت دیں ابا۔" اس نے جیسے درخواست کی تھی۔ پاشا صاحب کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ ان کی بیٹی ضدی نہیں تھی۔

"ٹھیک ہے عندلیب۔ لیکن یاد رکھنا اگر تمہارا جواب ہاں ہو گا تو مجھے بہت خوشی ہو گی باقی تمہاری مرضی ہے۔" اس نے بمشکل سر ثبات میں ہلایا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے قدم بھاری ہو رہے تھے سر بھاری ہو رہا تھا دل بھاری ہو رہا تھا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

"یعنی عندلیب کو میں نے کھو دیا۔" لغاری صاحب اس وقت لاؤنج میں موجود صوفے پر بیٹھے لیپ ٹاپ میں محو تھے جب انہیں سارہ کی شکستہ سی آواز سنائی دی۔ لغاری صاحب ایک بزنس مین تھے۔ وہ بہت زیادہ مصروف انسان تھے۔ گھر والوں کے لیے وقت نکالنا ان کے لیے بہت مشکل کام تھا۔ ابھی وہ سارہ کے پاس تو بیٹھے تھے مگر کام میں ہی مصروف تھے۔ دو دن پہلے صبح ہی صبح انہیں اپنے کزن کی کال آئی تھی جس میں انہوں نے عندلیب کو اپنی بہو بنانے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ وہ لوگ لغاری صاحب اور پاشا صاحب کی پرانی دوستی سے واقف تھے اسی لیے انہوں نے مشورے کے لیے پہلی کال لغاری صاحب کو ہی کی تھی اور

Clubb of Quality Content

پھر کل شام میں توقع کے مطابق انہیں پاشا صاحب کی کال بھی آگئی تھی۔ وہ احمد سے اچھی طرح واقف تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ وہ کسی بھی لڑکی کے لیے اچھا لائف پارٹنر ثابت ہو سکتا ہے اور پھر عندلیب تو ان کی دیکھی بھالی بچی تھی۔ جو جو سچ تھا اور جتنا وہ احمد کے بارے میں جانتے تھے انہوں نے ٹھیک ٹھیک پاشا صاحب کو بتایا تھا۔ وہ اس بات سے انجان تھے کہ ان کی بیگم عندلیب کو اپنی بہو بنانا چاہتی ہے ورنہ وہ اس بارے میں ضرور سوچتے۔

"تمہارے سامنے کی بچی تھی تمہیں دیر نہیں کرنی چاہیے تھی سارہ۔" وہ اتنک لیپ ٹاپ کی سکرین کو تکے جا رہے تھے۔

"میں نے کہا ابھی دونوں بہت چھوٹے ہیں اور عندلیب نے کہا جانا ہے میرے سامنے ہی تو ہے مناسب وقت دیکھ کر بات کر لوں گی۔" انہوں نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا۔

انہیں واقعی اپنی دیری کا افسوس تھا۔ "مگر مجھے سوچنا چاہیے تھا کہ پاشا صاحب کو اس کی شادی کی جلدی ہو سکتی ہے کیونکہ وہ ان کی اکلوتی بیٹی ہے۔" پھر انہوں نے کچھ پر امید نظروں سے لغاری صاحب کو دیکھا۔

"آپ بات کریں نا پاشا صاحب سے۔" انہوں درخواست کی تھی۔ لغاری صاحب نے تیزی سے آنکھیں اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"عقل سے کام لو سارہ۔ احمد ایک انجینئیر ہے۔ پاشا اسے چھوڑ کر تمہارے بیٹے کو دے گا اپنی بیٹی؟ ٹھیک ہے وہ ابھی پڑھ رہا ہے اور اس کا فیورٹ سٹوڈنٹ بھی ہے میرا سارا بزنس بھی وہی دیکھے گا مگر اب یہ ممکن نہیں ہے جب پاشا کے پاس اتنا اچھا آپشن ہے۔" انہیں سارہ کی بات واقعی احمقانہ لگی تھی۔

"آپ بات تو کریں۔" سارہ نے پھر ضد کی۔

"نو وے۔ وہ رشتہ عندلیب کے لیے ہر لحاظ سے پرفیکٹ ہے میں کوئی زیادتی نہیں کر سکتا۔ اگر تم پہلے مجھ سے اس بات کا زکر کرتی تو میں بہت آسانی سے پاشا سے بات کر سکتا تھا اور تب وہ مجھے کبھی انکار بھی نہیں کرتا۔ انکار وہ اب بھی نہیں کرے گا مگر تم یہ جانتی ہو کہ اب یہ ایک فیملی ایشو بن گیا ہے۔ میں احمد کے ساتھ بھی کسی قسم کی زیادتی کا ارداہ نہیں رکھتا۔" ان کا لہجہ حتمی تھا سارہ کے کندھے ڈھیلے پڑ گئے۔ اب واقعی ان کے پاس کوئی آپشن نہیں تھا۔ سارے ارمانوں پر پانی پھر گیا تھا۔

سیڑھیوں میں کھڑا لڑکا تیزی سے واپس اوپر کی طرف بھاگا۔ وہ نا جانے کب سے یہیں کھڑا الغاری اور سارہ کی باتیں سن رہا تھا۔ کمرے میں پہنچتے ہی اس نے اپنا دروازہ ٹھک سے بند کیا اور پھر ادھر ادھر چکر کاٹنے لگا۔ یہ آن کی آن میں کیا ہو گیا تھا؟

''عندلیب کی شادی۔۔وہ کراچی چلی جائے گی۔۔نہیں نہیں۔۔''وہ مسلسل سر نفی میں ہلاتے ہوئے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔اسے اس وقت اس بات کی ٹینشن نہیں تھی کہ وہ عندلیب کو کتنا چاہتا ہے اور کتنا نہیں۔ غم بس ایک تھا کہ وہ اس سے دور چلی جائے گی بہت دور۔احمد اسے لے جائے گا۔وہ کراچی میں رہنے والا اتنی آسانی سے اسے لے جائے گا اور دائم جو اس کے بے حد قریب رہ کر بھی اسے حاصل نہیں کر سکا۔اس کی دوری کا تصور ہی اس کی روح کھینچ لینے کے لیے کافی تھا۔عندلیب اس کی عادت بن گئی تھی محبت تو بعد کی بات ہے مگر عادت جان لیوا ہوتی ہے۔وہ اس کی دوری کے لئے تیار نہیں تھا۔سوچتے سوچتے وہ تیزی سے اپنی بالکونی کی طرف گیا۔ہوا کا ایک تیز جھونکا اسے چھو کر گزرا تھا اتنا تیز جو اس کے وجود کو لرزا گیا تھا۔اس نے برف جیسی ٹھنڈی ریلنگ پر دونوں ہاتھ رکھے سامنے کھڑکی کی طرف دیکھا جو کھلی ہوئی تھی۔اس کے کمرے کی بتی جل رہی تھی۔وہ کچھ پل یونہی کھڑا رہا پھر اس نے پینٹ کی جیب سے فون نکال کر اس کا نمبر ملایا اور فون کان سے لگایا۔اس کا نمبر بزی جا رہا تھا۔اس نے مسلسل کال ملائی مگر وہ آگے سے کاٹتی رہی۔ تبھی اسے سامنے کھڑکی پر وہ نظر آئی جو موبائل کان سے لگائے کسی سے بات کر رہی تھی۔اس نے دوبارہ کال نہیں

کی۔فلحال وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔وہ جانتا تھا صبح کا سورج دیر سے نکلے گا یہ رات اس کے لیے لمبی ہونے والی ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

"نہ کرو عندلیب احمد بھائی کا رشتہ آیا ہے تمہارے لیے؟" وہ مسلسل کمرے میں چکر کاٹتے ہوئے صبا سے فون پر بات کر رہی تھی۔ایسے معاملات میں انسان اپنے دوست سے ہی مشورہ لینا اپنا فرض سمجھتا ہے۔

"تبھی تو میں کہوں ان کی امی مسلسل مجھ سے تمہارے بارے میں بات کیوں کر رہی ہیں۔ اس عورت نے میرا اتنا دماغ کھایا تھا نا بارات والے دن تمہاری طبیعت خراب نہ ہوتی تو میں تمھیں اسی وقت بتا دیتی۔" صبا کی باتیں سنتے سنتے وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔ایک تو وہ اس کے پاس بھی نہیں تھی اس کا دل اور بھی دکھی ہو رہا تھا۔صبا اپنی فیملی کے ہمراہ بارات کے ساتھ ہی ایبٹ آباد گئی تھی۔یشفہ کا سسرال ایبٹ آباد میں تھا۔ان سب کا ارادہ ایبٹ آباد گھومنے کا تھا

اس کے بعد مری بھی۔ تو اگلے ایک ہفتے تک تو وہ صبا کی شکل دیکھنے سے قاصر تھی۔ اتنے مشکل وقت میں دوست کیوں دور ہو جاتے ہیں؟

''تم نے ہاں تو نہیں کی نا؟'' وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔

''کی تو نہیں مگر کرنی پڑے گی۔'' اس نے جیسے ہار مانتے ہوئے کہا۔

''مت ہاں کرنا پاگل۔ اس انکل ٹائپ آدمی سے شادی کرو گی تم؟'' اب کی بار عندلیب کو زور کا دھچکا لگا تھا۔

''انکل ٹائپ آدمی؟'' آواز تو جیسے کھائی سے آئی تھی۔

''اور نہیں تو کیا پینتیس سال سے اوپر ہے وہ۔۔''

''کیا؟؟؟'' وہ پورا زور لگا کر چیخی تھی۔ اتنا زور سے کہ پھر بے ساختہ اس نے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔

''اور نہیں تو کیا تمہارے ساتھ وہ انکل ٹائپ آدمی بلکل نہیں جچے گا۔ تم اتنی پیاری ہو اور وہ بلکل بھی ہینڈ سم نہیں ہے۔ چلو اگر نیچر کا بھی اچھا ہوتا تو میں کچھ کہتی مگر وہ تو اتنا سڑ ھو ٹائپ آدمی ہے میں تمہیں کیا بتاؤں'' عندلیب تو بس یہ سوچے جا رہی تھی کی اس کے ابا کو وہ لوگ پھر اچھے کیوں لگے تھے۔ انہوں نے تو ایسی کوئی بھی بات نہیں کی تھی اس سے۔ اگر

اس کے ابا یہ سب جانتے تھے تو انہوں نے ہاں کیسے کی اور اگر مان بھی گئے تو عندلیب کا کیوں نہیں سوچا؟

"اچھا چلو میں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں۔" صبا نے کہتے ہوئے کال کاٹ دی۔

عندلیب کا دل کر رہا تھا وہ بہت سارا روئے۔اس کے ابا اس کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے تھے؟

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

صبا کچھ دیر کھلی کھڑکی سے باہر کا منظر دیکھ رہی تھی۔وہاں حد سے زیادہ ٹھنڈ تھی مگر صبا کو اس وقت صرف ایک شخص کی ٹینشن تھی اور ایک بات بتاتی چلوں کہ وہ ٹینشن عندلیب کی نہیں تھی۔اسے صرف دائم لغاری کی ٹینشن تھی۔سامنے کا اندھیرا دھندلانے لگا تھا اور منظر بدلنے لگا تھا اور صبا اقبال ایک بار پھر بارات والے دن میں پہنچ چکی تھی۔

وہ مسلسل ہال کی انیٹرینس کی طرف دیکھ رہی تھی۔رخصتی کا ٹائم قریب تھا مگر وہ لوگ اب تک نہیں آئے تھے اسے عندلیب کی اب کافی ٹینشن ہونے لگی تھی۔اس کے فون کی

بیٹری بھی ختم ہو گئی تھی ورنہ وہ ضرور ان سے کانٹیکٹ کر لیتی۔ تبھی اس کا انتظار ختم ہوا اور اس نے چچی اور دائم کو ہال کے اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا مگر ان کے ساتھ عندلیب اور پاشا صاحب نہیں تھے۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے لوگوں کے ہجوم سے نکل کر ان کے پاس گئی۔ سارہ تو خاندان کی عورتوں سے بات چیت میں مصروف ہو گئیں تھیں مگر دائم اسی کی طرف آ رہا تھا۔

"عندلیب کہاں ہیں اور کیسی ہے؟" اس نے بہت ہی فکر مندی سے پوچھا۔

"وہ گھر میں ہے اور بلکل ٹھیک ہے صبا۔" اس نے اسے تسلی دی تو صبا نے ٹھنڈی آہ بھری پھر دائم کو گھورنے لگی جواب مطمئین دکھائی دے رہا تھا۔ بے ساختہ اسے دائم کی کچھ دیر پہلے والی حالت یاد آئی۔

"ویسے سب سے زیادہ پریشان تو تم ہوئے تھے عندلیب کے لیے۔" دائم نے اس کی آواز پر نظریں اٹھا کر اسے دیکھا جو بڑی ہی شاطر نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تو کیا میں انسان نہیں ہوں؟ کسی کے لیے پریشان نہیں ہو سکتا؟" اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کچھ چھپانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن صبا جانتی تھی کہ دائم زیادہ دیر کچھ نہیں چھپا سکتا۔

”مگر انسان اسی کے لیے پریشان ہوتا ہے جسے پسند کرتا ہو یا۔۔“

”یا محبت کرتا ہو۔“ دائم نے اس کی بات خود مکمل کی اور یہاں صبا کا حیرت سے پورا منہ کھلا تھا۔

”آئی نیواٹ۔۔“ اس نے بے ساختہ چیختے ہوئے کہا اور دائم مارے شرم کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا اور پھر اس سے نظریں چرا کر وہ وہاں سے نکل گیا۔صبا اس کے پیچھے نہیں گئی کیونکہ بس رخصتی کا وقت ہو چکا تھا۔

منظر بدل گیا وہ وہیں کھڑی تھی کھڑکی میں۔مسکرا کر اس نے ہاتھ میں پکڑے موبائل کو دیکھا اور دائم کا نمبر ملایا۔رنگ جا رہی تھی اور کچھ ہی پل بعد کال اٹھا لی گئی۔

”ہیلو۔۔“ اس کی تھکی تھکی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔ایک لمحہ لگا تھا اسے سمجھنے میں کہ دائم کو ہر بات کی خبر ہو چکی تھی۔

”کیا کر رہے ہو؟“ اس نے پوچھا۔

”سونے کی کوشش۔۔“ وہ کمبل اوڑھے بیڈ پر ٹیک لگائے ہوئے بیٹھا تھا۔سائڈ لیمپ جل رہا تھا جس کی زرد روشنی میں اس کا اداس چہرہ واضح تھا۔

"میں یہاں تمہارے لیے اعلی اعلی جھوٹ بول رہی ہوں اور تمہیں سونے کی پڑی ہے۔" دائم بری طرح سے چونکا تھا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب کو چھوڑو ایک پلان ہے میرے پاس۔۔ جیسے جیسے میں کہوں تم نے ویسے ویسے کرنا ہے۔" دائم تیزی سے سیدھا ہوا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ صبا کس بارے میں بات کر رہی ہے۔

"غور سے سنو۔ کرنا تم نے یہ ہے کہ۔۔" وہ بولتی جا رہی تھی اور دائم سنتا جا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ اپنے گھر کے گیٹ کے پاس کھڑا اس کی وین کا انتظار کر رہا تھا۔ آج روزانہ کے مطابق تھوڑی دیر ہو گئی تھی خیر بلآخر وین پہنچ گئی۔ دائم کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری۔ عندلیب بنا اسے دیکھے اپنے گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے چہرے پر پریشانی اس نے دور سے ہی پڑھ لی تھی پھر وہ تیزی سے اس کے پیچھے بھاگا۔

"پریٹی گرل !!" آواز پر عندلیب نے گھوم کر اپنے پیچھے دیکھا۔ سفید ہائی نیک اور سیاہ پینٹ پہنے وہ اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا مگر عندلیب نہ مسکرا سکی۔

"بات کرنی ہے مجھے تم سے۔" عندلیب نے سر تا پیر اسے گھورا۔ سیدھی طرح بولے نا کہ تنگ کرنے آیا ہے خیر سر اثبات میں ہلاتے ہوئے وہ لان کی طرف بڑھ گئی۔ دائم فوراً اس کے پیچھے گیا۔ عندلیب نے بیگ گھاس پر رکھا اور جھولے پر بیٹھ گئی۔

"بہت بہت مبارک ہو۔ سنا ہے رشتہ آیا ہے تمہارے لیے۔" اس نے جیسے چھیڑنے کے انداز میں کہا تھا مگر یہ وہی جانتا تھا کہ یہ بولتے ہوئے اس کے کلیجے میں کیسے کٹ پڑ رہے تھے۔ عندلیب نے خفہ نظریں اٹھا کر اسے دیکھا جو اس کے سامنے ہی کھڑا تھا۔ وہ جھولا نہیں جھلا رہی تھی وہ بس ساکت سی بیٹھی تھی۔

"کیا ہوا ہے؟ تمہیں تو دیکھ کر لگتا ہے جیسے تمہیں کوئی خوشی نہیں ہے اس رشتے کی۔" وہ وہیں اس کے سامنے گھاس پر بیٹھ گیا۔

"تو کیا کروں بھنگڑے ڈالوں؟" وہ خاصی بدمزہ ہوئی تھی۔ دائم نے بمشکل اپنی مسکراہٹ روکی اب اگر وہ غلطی سے بھی ہنس جاتا تو عندلیب اٹھ کر چلی جاتی۔

"ایک بات بتاؤ وہ واقعی عمر میں کافی بڑا ہے؟" اس نے بلا کی نرمی لیے پوچھا۔ صبا دائم کو کل رات سب بتا چکی تھی کہ اس نے کیسے کیسے جھوٹ بولے تھے۔ احمد کی عمر لگ بھگ تیس تھی یا شاید اس سے بھی کم اسے ٹھیک سے معلوم نہیں تھا مگر وہ واقعی انکل ٹائپ نہیں تھا اور دکھنے میں بھی اچھا خاصا تھا۔ اس سے پہلے عندلیب کو سب سچ پتہ چلتا صبا نے اسے سمجھا دیا تھ کہ کیا کرنا ہے کیونکہ رشتے سے متعلق یہ باتیں چھپی نہیں رہتی خاص کر لڑکی سے تو بلکل بھی نہیں۔

"ہاں تو کیا ہوا عمر میں بڑا ہے تو۔ لڑکے کی عمر سے کیا ہوتا ہے۔" اس نے کندھے اچکا کر کہا جیسے یہ کوئی بڑی بات ہی نہیں تھی۔

"کیوں نہیں ہوتا؟ سچ بتاؤ میں اچھی لگوں گی اس کے ساتھ؟"

"پتہ نہیں۔۔" اس نے تیزی سے جواب دیا۔ وہ اسے احمد کے ساتھ سوچنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اہمم وہ بلکل نہیں سوچ سکتا۔

"مجھے نہیں کرنی اس سے شادی۔ صبا کہتی ہے وہ نیچر وائز چڑ چڑا سا ہے۔ کیا ہو گا جو میں کوئی مزاق کروں اور وہ مجھے بات بات پر جھڑک دے۔ سوچ سوچ کر ہی خوف آتا ہے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مجھے۔"اس نے سر دونوں ہاتھوں میں گرالیا۔دائم نے ہنستے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔شکر وہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی ورنہ اس بار دائم کے لیے ہنسی روکنا مشکل تھا۔

"تو تم نہیں کرنا چاہتی اس سے شادی؟"اس نے بلا کی سنجیدگی لیے پوچھا۔ایکٹنگ اچھی کرلیتا تھا۔عندلیب نے دونوں ہاتھوں سے تھامے سر کو تین چار بار نفی میں ہلایا۔

"تو انکار کردو۔۔"اس مشورے پر عندلیب نے سر اٹھا کر اسے عجیب نظروں سے دیکھا۔

"انکار کرسکتی تو تمہارے سامنے یوں مظلوم بنی بیٹھی ہوتی؟"پتہ نہیں کیوں بس اسے غصہ آیا تھا اور ویسے بھی اس کے نزدیک دائم ہر بات پر غصہ کیے جانے کے قابل تھا بلکہ بولنے پر بھی وہ اسی قابل تھا۔

"ٹھیک ہے تم کہہ دو کہ تمہیں کوئی اور پسند ہے۔جہاں تک سر کو میں جانتا ہوں جب تم کوئی اور آپشن دوگی تو وہ ضرور اس بارے میں سوچیں گے اتنے برے نہیں ہیں۔"وہ بولے جارہا تھا اور عندلیب اسے نا سمجھی سے دیکھے جارہی تھی۔

"اور میں کس کو پسند کرتی ہوں؟"اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس نے پوچھا۔

"مجھے۔"عندلیب کا دماغ بھک سے اڑا۔

"لعنت بھیجتی ہوں میں تم پر۔" دائم اس بار ہنسی روکنے میں ناکام رہا۔وہ پھٹ کر ہنس رہا تھا اور عندلیب کو لگ رہا تھا وہ یہاں اس کا مزاق اڑانے آیا تھا۔کیا تھا اگر اس کے لیے کسی شہزادے کا رشتہ آجاتا۔انکل کا رشتہ آنا ضروری تھا؟ وہ اب تک ہنس رہا تھا۔عندلیب نے سر پھر ہاتھوں میں گرا لیا۔

"سوری یار۔لڑکی تم کمال کی ہو۔۔اچھا اچھا دیکھو۔" اس نے دونوں ہاتھ ہوا میں اٹھاتے ہوئے ہار ماننے کے انداز میں کہا۔عندلیب نے پھر بھی اسے نہیں دیکھا۔

"میں تمہیں کون سا سچ میں مجھے پسند کرنے کے لیے کہہ رہا ہوں۔بس تمہاری مدد کرنا چاہ رہا ہوں۔۔"

"اور میں تمہاری مدد کیوں لوں گی؟" اس نے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کیونکہ تمہارے پاس کوئی اور آپشن نہیں ہے۔ڈونٹ فورگیٹ پریٹی لیڈی صبا یہاں نہیں ہے۔بچا کون؟ میں یعنی دائم۔۔" اس نے اپنی اہمیت جتاتے ہوئے کہا۔عندلیب کو اپنا آپ بے حد بے بس محسوس ہو رہا تھا۔اب یہ وقت بھی اس پر آنا تھا کہ وہ اس منحوس مارے سے مدد مانگتی؟

"تم نے بس سر سے کہنا ہے کہ تم مجھے پسند کرتی ہو۔ میں اپنے گھر میں کہہ دوں گا کہ میں تمہیں پسند کرتا ہوں۔ میری مام تمہارے گھر پر میرا رشتہ لائیں گی۔ سر انکار نہیں کر سکیں گے۔ دوستی کا مان تو رکھیں گے نا اور پھر یہ بھی جانتے ہوں گے کہ ان کی بیٹی مجھے پسند کرتی ہے۔ انکار کا آپشن تو ان کے پاس ہوگا ہی نہیں۔" وہ کافی تفصیل سے اسے صبا کی کی گئی ساری پلاننگ بتا رہا تھا اور عندلیب حیرت سے اسے دیکھے جا رہی تھی۔

"اور پھر؟" وہ مزید سننا چاہتی تھی۔

"پھر جب وہ ہاں کر دیں گے تو تمہیں میرے نام کی انگوٹھی پہننی پڑے گی۔"

"کبھی نہیں۔" وہ ٹرانس کی سی حالت میں بولی تھی۔ وہ تو بس صدمے میں اسے دیکھے جا رہی تھی۔

"اہم جھوٹی انگوٹھی پریٹی گرل۔۔ یہ منگنی صرف دکھاوا ہو گی۔ چونکہ سب جانتے ہیں کہ ہم دونوں لڑتے بہت ہیں تو اسی لڑائی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم منگنی توڑ دیں گے۔"

عندلیب کا تو دل بیٹھا جا رہا تھا۔ سامنے بیٹھا شخص اس کے حوش و حواس اڑا گیا تھا۔ کس قسم کا پلانر تھا وہ!!!

"سوچ لو۔اس وقت میری مدد لینے کے علاوہ تمہارے پاس کوئی آپشن نہیں ہے۔وہ کہا کہتے ہیں؟"اس نے پر سوچ انداز سے ماتھے کو چھوا۔"ہاں۔۔مصیبت کے وقت اگر گدھے کو بھی باپ بنانا پڑے تو بنا لینا چاہیے اور ٹرسٹ می مجھ سے بڑا گدھا تمہیں کہیں نہیں ملنے والا۔"وہ اپنی بات کے اختتام پر دونوں ہاتھ جھاڑتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔"سوچنا ضرور اس بارے میں۔چلتا ہوں۔"پھر وہ ایک نظر اسے دیکھ کر اس کے سامنے سے چلا گیا۔عندلیب شل سی بیٹھی رہی وہ تو شاید قدیم زمانے کا بت بن گئی تھی۔

"رکو دائم۔۔"اس نے ابھی بس گیٹ ہی پار کیا تھا۔عندلیب کی پکار پر اس کی مسکراہٹ گہری ہوتی گئی اور دل میں سکون اترتا گیا۔لڑکی تو کافی سمجھدار نکلی۔وہ پورا اس کی طرف گھوما۔

"مجھے منظور ہے تم جیسے کہو گے میں ویسے کروں گی لیکن۔۔"وہ کچھ قدم لیے اس کے قریب آئی۔دائم نے اس کی گہری بھوری آنکھوں میں جھانکا۔"میرے لیے اپنے دل میں کسی بھی قسم کی خوش فہمی مت پالنا۔"انداز تحکمانہ تھا۔دائم تھوڑا آگے کو جھکا۔وہ قد میں اس سے کافی لمبا تھا۔

Clubb of Quality Content

"ہونہہ تم خود کو کیا سمجھتی ہو؟ میں صرف انسانیت کے ناطے تمہاری مدد کر رہا ہوں۔ البتہ جو تم نے مجھ سے کہا ہے وہی میں تم سے کہنا چاہوں گا۔ خوش فہمی مت پالنا کا غزی گڑیا۔۔" آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے وہ اسے اسی کے انداز میں کہہ کر پلٹ گیا۔ عندلیب نے گہرا سانس بھرا۔ کیسا کیسا وقت دیکھنا پڑ رہا ہے مگر جو بھی تھا کم از کم انکل ٹائپ آدمی سے شادی کرنے سے بہتر تھا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم پیوست کیے صوفے پر بیٹھی تھی اور پوری کھلی آنکھوں سے سامنے پاشا صاحب کو دیکھ رہی تھی جو کمر پر ہاتھ باندھے دائیں سے بائیں چکر لگا رہے تھے۔ اس کی نظریں ان کے ساتھ ساتھ سفر کر رہی تھیں۔ دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں۔ ان کا چہرہ سپاٹ تھا وہ کچھ سوچ رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ صوفے پر پیچھے کی طرف ٹیک لگائے بیٹھا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا بالکل مطمئین اندا ز تھا اس کا۔ وقتاً فوقتاً وہ نظریں اٹھا کر سامنے بھی دیکھ رہا تھا جہاں سارہ صوفے پر بیٹھے اسے آنکھیں چھوٹی کیے گھورے جا رہی تھی۔

"تم نے پہلے تو مجھے کبھی نہیں بتایا۔" وہ رک کر اس کی شکل دیکھنے لگے۔ عندلیب نے گلے میں ابھرتی گلٹی کو بمشکل نیچے کیا۔

"ہمت نہیں ہو سکی۔۔" وہ بمشکل یہی بول سکی۔

"اب کہاں سے آئی اتنی ہمت ؟" ان کے الفاظ اسے سخت لگ رہے تھے۔

"کیونکہ شاید یہی صحیح وقت تھا۔" کوئی جواب نہ بنا تو اس نے یہی بول دیا۔

Clubb of Quality Content

"میں نہیں مانتی کہ تمہیں اس سے محبت ہے؟" سارہ سر نفی میں ہلاتے ہوئے پیچھے کو ہوئی۔

"کیوں مجھے اس سے محبت کیوں نہیں ہو سکتی؟ اب اتنی بھی بدصورت نہیں ہے۔" اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"کیونکہ تم دائم ہو اور دائم اسے صرف تنگ کر سکتا ہے کم از کم محبت تو نہیں کر سکتا۔"

انہیں افسوس ہو رہا تھا۔جی ہاں عندلیب کے لیے انہیں بے حد افسوس ہو رہا تھا۔

"دائم اچھا لڑکا ہے مگر تمہیں تو اس سے سخت چڑ ہوتی تھی۔" وہ بہت بری طرح پھنس گئی تھی اس یکدم محبت کا وہ کیا جواز پیش کرے گی اسے سوچ کر آنا چاہیے تھا۔بس اس ڈر سے کہ ابا اس سے آج جواب مانگیں گے وہ بغیر تیاری کے آ گئی اور آتے ساتھ ان پر بم پھوڑ دیا کہ وہ دائم کو پسند کرتی ہے۔

"اتنا برا بھی نہیں ہے بس لائق بہت ہے نا اسی لیے تھوڑا سا بس تھوڑا سا برا لگتا تھا۔" پاشا صاحب نے گہرا سانس بھرا یہ اچانک کی محبت ان کی سمجھ سے باہر تھی۔

"مگر تمہیں تو وہ بہت بری لگتی تھی نا دائم؟" دائم پر سکون تھا۔اسے کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑ رہا تھا۔ایک تو اسے کسی جھوٹ کے سہارے کی ضرورت نہیں تھی وہ فلحال جو بھی بول رہا تھا سچ بول رہا تھا اور دوسرا وہ اپنی ماں کے سامنے بیٹھا تھا۔سو وہ کچھ بھی آرام سے بول سکتا تھا۔

"اور یہ کون سی کتاب میں لکھا ہے کہ جو کبھی برا لگتا ہو وہ بعد میں اچھا نہیں لگ سکتا۔ آپ نے کبھی اینیمیز ٹو لورز کی سٹوریز نہیں سنی؟" سارہ اس کے اتنی ڈائیریکٹ بولنے پر قدرے حیران رہ گئی تھی۔ ٹھیک ہے انہیں اس گھر کے لیے عندلیب بہو کے طور پر بہت پسند تھی مگر انہیں لگتا تھا کہ انہیں کبھی دائم کو منانا پڑا تو وہ بری طرح سے شکست کھائیں گی مگر یہاں تو بنا ان کے کچھ کہے ہی دائم راضی تھا۔

"اگر آپ کہیں گے نا تو میں اپنی محبت کی قربانی دینے کو تیار ہوں اور اس انکل میرا مطلب احمد سے شادی کرنے کے لیے تیار ہوں۔" واہ!! کیا کمال کی اداکاری کی تھی عندلیب پاشا نے۔ یہ بات بولتے ہوئے وہ بلا کی معصوم لگی تھی پاشا صاحب کو۔

"نہیں بچے میں تمہارے ساتھ زبردستی نہیں چاہتا مگر دائم۔۔ وہ تو خود ابھی پڑھ رہا ہے۔۔" انہیں بس یہی پریشانی تھی۔

"تو کیا ہوا ابا پڑھے گا تو ہی تو اپنے بابا کا بزنس سنبھالے گا نا۔ اسے تو ویسے بھی بہت شوق ہے بزنس کا اور میں نے کون سا شادی کرنے کا کہہ دیا ہے بس منگنی کرتے ہیں اور۔۔۔" تیز تیز بولتے ہوئے اس نے ایک دم بریک لگائی۔ وہ اپنے باپ کے سامنے بیٹھی تھی۔

"مجھے نہیں لگتا پاشا صاحب اس شادی کے لیے مانیں گے۔ تم خود ایک سٹوڈنٹ ہو۔"

ان کی بھی بس یہی پریشانی تھی۔

"شادی کا کون کہہ رہا ہے ہم بس منگنی کریں گے۔ بعد کی بعد میں دیکھیں گے۔ شادی میٹر نہیں کرتی رشتہ میٹر کرتا ہے وہی فلحال ہو جائے میرے لیے سونے پر سہاگہ ہے۔"

سارہ کی آنکھیں پر سوچ انداز میں چھوٹی ہوئیں۔ ان کے بیٹے کی بات میں دم تو تھا۔

"ٹھیک ہے تم اس کو کہو رشتہ لے آئے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" عندلیب اپنی جگہ جم سی گئی۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ پاشا صاحب اتنی جلدی مان جائیں گے اتنی آسانی سے؟ وہ تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھی اور ان کے گلے جا لگی۔

"تھینک یو سو مچ بابا۔" وہ خوشی سے چہکی تھی۔ پاشا صاحب کے چہرے پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"کوئی بات نہیں۔ اب میری بیٹی کسی اور کو پسند کرتی ہے تو میں زبردستی تو نہیں کر سکتا نا اور دوستی کا بھی مان تو رکھنا تھا۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم دائم کو پسند کرتی ہو اسی لیے میں اس

رشتے کے لیے بضد تھا کیونکہ وہ بھی اچھے لوگ تھے۔" انہوں نے اس کے بالوں میں نرمی سے ہاتھ پھیرا جبکہ عندلیب دل ہی دل میں شکرادا کر رہی تھی کہ کم از کم اس کی انکل ٹائپ آدمی سے تو جان چھوٹی خیر دل اس کا اب بھی دکھی تھا اس کے ابا کتنے اچھے تھے اور وہ کتنی آسانی سے انہیں بیوقوف بنا گئی تھی۔ جب جب یہ بات اس کے ذہن میں آئے گی نا اس کے دل کو بہت تکلیف پہنچے گی۔

"اب اگر تم کہہ رہے ہو کہ عندلیب بھی اس بات پر راضی ہے تو میں کیوں تم دونوں کی اینیمی ٹو لورِ سٹوری کی ولن بنوں۔ کب چلنا ہے ان کے گھر؟" اسے حیرت نہیں ہوئی تھی وہ جانتا تھا کہ مام تو فوراً مان جائیں گی بلکہ وہ تو تیار بیٹھی تھیں۔

"میں عندلیب سے پوچھ کر بتاؤں گا آپ کو۔" اس نے وہیں بیٹھے بیٹھے سارہ کی طرف فلائینگ کس اچھالی اور موبائل میں محو ہو گیا۔ سارہ سر نفی میں ہلاتے ہوئے اسے دیکھ کر رہ گئیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

☆

وہ پھر سے اپنی بالکونی میں کھڑا سامنے کھڑکی کو دیکھنے آیا تھا جو بند تھی۔اسے افسوس ہوا۔ تبھی اس کی نظر سامنے لان پر پڑی۔اس کی بالکونی سے ان کا سارا لان نظر آتا تھا۔وہ اسے جھولے پر بیٹھا دیکھ سکتا تھا چونکہ اس کی طرف اس کی پشت تھی تو وہ یہ دیکھنے سے قاصر تھا کہ وہ کیا کر رہی ہے۔اس نے اپنے قدم واپس لیے کیونکہ اس کا سکون دائم لغاری سے ہضم نہیں ہو رہا تھا۔

ایگزامز بلکل ہی سر پر آ گئے تھے اور اتنے جھنجالوں میں عندلیب کو ٹھیک سے پڑھنے کا وقت ہی نہیں ملا۔کمرے میں اس کا پڑھنے کا دل نہیں کر رہا تھا۔اسی لیے وہ اچھی خاصی گلابی رنگ کی موٹی سیوٹر اور نیلی پینٹ پہنے باہر لان میں آ کر جھولے پر بیٹھ کر پڑھنے لگی۔سر پر اونی ٹوپی بھی پہنی ہوئی تھی۔وہ مسلسل کچھ پڑھے جا رہی تھی کہ یکدم اسے اپنے جھولے پر حرکت محسوس ہوئی۔وہ چیخ مار کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم ؟؟" وہ دائم کو جھولے کے پاس کھڑا دیکھ کر بوکھلا سی گئی۔"تم نے مجھے ڈرا دیا دائم۔۔ تمہیں شرم نہیں آتی اندھیری رات میں دوسروں کے گھر گھستے ہوئے؟"اسے بلا کا غصہ آیا تھا اور کیوں نہ آتا حرکت ہی بہت بری تھی۔ پھر اس نے ایک نظر گیٹ کو دیکھا۔ اسے یاد آیا وہ گیٹ بند کرنے آئی تھی پھر پتہ نہیں کیسے بھول گئی۔

"اگر تم کال اٹھا لیتی تو میں ایسا کبھی نہ کرتا۔"عندلیب نے آج سارا دن سے فون ہاتھ میں لیا ہی نہیں تھا بلکہ اسے تو یہ بھی نہیں پتہ تھا کہ اس کا فون ہے کہاں۔

"کیوں آئے ہو؟"اس نے سوال بھی کیا اور اسے نظروں سے اشارہ بھی کیا کہ میرے جھولے کے پاس سے ہٹ جاؤ۔

"بات کی تم نے سر سے؟" وہ پوچھتے ہوئے وہاں سے ہٹ گیا۔

"ہاں اور وہ مان بھی گئے ہیں۔"ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہہ کر وہ واپس جھولے میں جا بیٹھی۔ دائم کو اس کی بات پر بے حد خوشی ہوئی تھی کاش وہ یہاں کھڑے کھڑے اپنی خوشی کو انجوائے کر سکتا۔

"مام بھی مان گئی ہیں۔ان فیکٹ وہ تو تمہارے گھر آنے کے لیے بھی تیار ہیں۔" وہ سینے پر ہاتھ باندھے اس کے سامنے کھڑا تھا۔اتنی ٹھنڈی رات میں وہ کم از کم گھاس پر تو نہیں بیٹھ سکتا تھا۔

"ایک میسج کر دیتے بس۔یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی؟" وہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی وہ اپنی کھلی کتاب کو دیکھ رہی تھی۔

"میں ایک مصیبت میں ہوں۔" عندلیب کو اس کی آواز میں کوئی تکلیف محسوس ہوئی تھی۔اس نے فوراً نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کیا ہوا ہے؟" وہ کافی فکر مند دکھائی دے رہی تھی۔

"میں نے تمہیں مشکل سے نکالا ہے عندلیب اب کیا بدلے میں تم میری مدد کرو گی؟"

یہ وہی سنجیدگی تھی جو عندلیب نے شاپنگ والے دن اس کے چہرے پر محسوس کی تھی۔آج تو وہ اس سوال کا جواب جان کر رہے گی کہ آخر ایسی کون سی بات تھی جو اچھے خاصے دائم کو سنجیدہ دائم بنا دیتی تھی۔

"تم بتاؤ میں کوشش کروں گی۔" دائم کے ہونٹوں پر زخمی مسکراہٹ ابھری۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں ایک لڑکی سے محبت کرتا ہوں۔" عندلیب کو اب جا کر سمجھ لگی اس سنجیدگی کی۔

اسے سمجھنا چاہیے تھا کہ ایک محبت ہی ایسا بڑا مسئلہ ہوتی ہے جو اچھے اچھوں کو آسمان سے زمین پر پٹخنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

"اوہ۔۔ کون ہے وہ بدنصیب جس سے دائم نے محبت کی؟" اس نے مزاق اڑانے کے انداز میں پوچھا۔

"ہے کوئی۔۔" کہتے ہوئے اس نے نظریں چرا لیں۔

"تو تم چاہتے ہو میں اس لڑکی سے بات کروں۔ تمہاری شان میں تھوڑے بہت جھوٹ بولوں کہ دائم تو بہت اچھا لڑکا ہے تم پلیز اس سے شادی کر لو وہ بس شکل کا گدھا ہے تمہیں سر کا تاج بنا کر رکھے گا۔۔" وہ بولتے بولتے کب ہنس پڑی اسے انداز نہیں ہوا ہاں مگر اس کا ٹھیک ٹھاک اندازہ دائم کو ضرور ہوا تھا جس کو وہ یوں ہنستے ہوئے بہت اچھی لگی تھی۔

"ٹھیک ہے میں کروں گی۔ اب تم نے میری اس انکل ٹائپ آدمی سے جان چھڑوائی ہے تو میں تمہارے لیے سو جھوٹ بولوں گی۔ تم بتاؤ کہاں رہتی ہے اس کا نمبر دو باقی تم مجھ پر چھوڑ دینا۔" وہ کتاب پر دیکھ کر بولتی گئی اور دائم اسے بولتے ہوئے دیکھتا گیا۔

"اوکے۔" اس نے اتنا ہی کہا اور خاموش ہو گیا۔ عندلیب نے پھر سر اٹھا کر اسے دیکھا وہ وہیں کھڑا تھا مگر اسے نہیں دیکھ رہا تھا بلکہ نظریں جھکائے وہ اپنے بوٹوں سے گھاس کو مسل رہا تھا۔

"کچھ اور بھی کہنا ہے؟" اس نے بالآخر پوچھ ہی لیا۔

"کہنا تو بہت کچھ ہے۔ تم کچھ نہیں کہو گی؟" وہ اب تک وہی کر رہا تھا نظریں جھکائے اپنے بوٹوں سے گھاس کو مسل رہا تھا۔

"میں بس اتنا ہی کہوں گی کہ تم سارہ آنٹی سے کہو وہ کل آجائیں اور بس ایک تاریخ رکھ کر چھوٹی موٹی منگنی کی رسم کر لیں۔" کہہ کر وہ کتاب گود میں رکھے ہلکا ہلکا جھولا جھولنے لگی۔

"مگر مجھے تو تم سے نکاح کرنا ہے۔" عندلیب نے پیر کو زمین پر زور دیتے بریک لگائی اور چند لمحے اسے پھٹی آنکھوں سے تکتی رہی۔ ہر دن نئے نئے بم پھٹ رہے تھے۔ پھر اسے دیکھتے ہی دیکھتے وہ پھٹ کر ہنس دی اتنا زور سے کہ باہر تک تو آواز ضرور گئی ہو گی۔ توبہ اونچی آواز میں تو بہت ہی برا ہنستی تھی۔

"تمہارا قصور نہیں ہے۔ میں نے جو تمہارے لیے بددعائیں کی تھیں نا وہ پوری ہو گئی ہیں اور تم آخر کار پاگل ہو گئے ہو۔ تم دماغ سے فارغ ہو گئے ہو دائم لغاری۔" اسے لگ رہا تھا وہ

کوئی بہت ہی گھٹیا قسم کا مزاق کر رہا ہے مگر اگلے ہی لمحے اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہ دیکھ کر عندلیب کی سٹی گم ہو گئی۔

"دائم تمہیں کیا ہو گیا ہے؟" اسے واقعی اس کی پریشانی ہو رہی تھی وہ اس طرح سے ری ایکٹ کیوں کر رہا تھا؟ وہ ایسا تو نہیں تھا؟

"مجھے تم اچھی لگنے لگی ہو۔ بلکہ یوں کہوں کہ مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے عندلیب۔ میں نہیں جانتا کیسے مگر ہو گئی ہے۔ مجھے خود بہت افسوس ہو رہا ہے اس بات کا۔" عندلیب ہلنے کے قابل نہیں رہی تھی۔ وہ انہونی بات کر رہا تھا۔ دائم کو عندلیب سے محبت؟؟

"جب سے مجھے پتہ چلا کہ تم کراچی چلو جاؤ گی کسی اور کی بیوی بن کر۔ میں سکون کا سانس نہیں لے سکا۔ بتاؤ عندلیب جب کسی کے دور ہو جانے کا غم ستانے لگے تو اسے محبت ہی کہتے ہیں نا؟" وہ اس سے پوچھ رہا تھا مگر وہ تو سننے کے بعد کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں رہی تھی۔

"میں جانتا ہوں تم مجھے پسند نہیں کرتی مگر میں تو تمہیں پسند کرتا ہوں نا۔" وہ جھک کر گھٹنوں کے بل اسکے سامنے بیٹھ گیا۔ اسے یوں اپنے سامنے بیٹھا دیکھ کر عندلیب کپکپا سی گئی۔

"مت کرو ایسے۔ جاؤ یہاں سے۔" وہ بمشکل بول پائی۔

””تم نے کہا تھا تم میری مدد کرو گی۔ تم یوں جان نہیں چھڑا سکتی مجھ سے۔“اس کا انداز التجائیہ تھا۔

"نہیں میں نہیں کر سکتی تمہاری مدد۔۔ جاؤ یہاں سے۔۔“اس نے بھی التجا کی مگر وہ اپنی جگہ سے ایک انچ نہ ہلا۔

””تم اتنی بری تو نہیں ہو عندلیب۔ تم میری تکلیف دیکھ کر بھی اگنور کر رہی ہو۔“

عندلیب کی نظریں کہیں اور تھیں۔ پھر اس سے ایک غلطی ہو گئی۔اس کی آنکھوں میں دیکھنے کی غلطی۔اس کی آنکھیں نم تھیں سرخ تھیں۔وہ اس کے بعد کچھ اور دیکھ ہی نہیں سکی۔وہ تیزی سے جھولے پر سے اٹھی اور تیزی سے اندر کی طرف دوڑی۔

””میں ٹوٹ جاؤں گا عندلیب۔ کیا تم چاہو گی میں ٹوٹ جاؤں؟“کچھ قدم لیتے وہ رک گئی یا روک دی گئی۔اس کے قدم وہیں زنجیر ہو گئے۔ کیا وہ چاہے گی کہ وہ ٹوٹ جائے؟ جس کی خاموشی کو وہ فوراً نوٹ کر لیتی تھی جس کی کچھ دیر کی چپی اس سے برداشت نہیں ہوتی تھی کیا اس کا ٹوٹ کر بکھر جانا اس سے برداشت ہو گا؟ وہ کیوں ہر دن امتحان سے گزاری جاتی تھی کیوں؟

اس نے گھوم کر دائم کو دیکھا۔آنسو اس کی آنکھوں سے لڑیوں کی صورت بہہ رہے تھے مگر دائم کے آنسو اس کے قابو میں تھے۔وہ لڑکا تھا کر سکتا تھا وہ لڑکی تھی نہیں کر سکتی تھی ار پھر بنا کوئی جواب دیے وہ اندر بھاگ گئی۔دائم کا دل کچلا گیا تھا عندلیب کے قدموں سے۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

☆

اس کے اگلے ہی دن ہی سارہ بیگم اس کے گھر دائم کا رشتہ لے کر پہنچ گئی تھیں۔اس رات کے بعد عندلیب کو لگا تھا کہ اب دائم اس کی کسی قسم کی مدد نہیں کرے گا الٹا سچ سب کے سامنے آجائے گا اور عندلیب کے ابا اس سے بہت ناراض ہوں گے مگر ایسا کچھ نہیں ہوا۔ پلان کے مطابق ان کی منگنی کی تاریخ رکھ دی گئی۔جی ہاں عندلیب کے ایگزامز کے ایک ہفتے بعد ہونی تھی ان کی منگنی جو دائم اور عندلیب کے مطابق ایک جھوٹی منگنی تھی ایک ڈرامہ ہونا تھا۔اب اس بات کو ایک ہفتہ گزر چکا تھا اور آج عندلیب اپنا پہلا پیپر دے کر گھر آئی تھی۔ اس کا پیپر بلکل اچھا نہیں ہوا تھا وجہ دائم تھا۔اسے لگا تھا اس نے واقعی دائم کو توڑ دیا ہے۔اس

ایک ہفتے میں اس نے دائم کو دو بار دیکھا تھا۔ایک بار بالکونی میں اور دوسری بار وین سے اترتے ہوئے جب وہ اپنے گھر کے اندر داخل ہو رہا تھا۔دکھ کی بات تو یہ تھی کہ دونوں بار دائم نے اسے دیکھ کر ایسے اگنور کیا تھا جیسے وہ وہاں تھی ہی نہیں بلکہ کہیں نہیں تھی۔

صبا بھی بلآخر واپس آچکی تھی اور اس وقت وہ عندلیب کے گھر پر موجود تھی۔

"تم نے ٹھیک نہیں کیا عندلیب۔"عندلیب اسے سب کچھ بتا چکی تھی اور صبا نے اسے بس یہ بتایا تھا کہ وہ دائم کی محبت سے واقف تھی باقی رہی پلان والی بات اس کا ز کر وہ دائم سے پوچھے بغیر نہیں چھیڑ سکتی تھی۔

"تم مجھے غلط نہیں کہہ سکتی۔"وہ صبا کی طرف پشت کیے کھڑکی میں کھڑی تھی۔اس کی بالکونی کا دروازہ اب بہت ہی کم کھلتا تھا اور آج بھی وہ دروازہ بند تھا۔

"میں گئی تھی کل اس سے ملنے چچی نے کہا وہ دوستوں کے ساتھ باہر گیا ہے۔میں نے اسے اتنی کالز کیں اس نے صرف ایک بار میری کال پک کی تھی اور بہانہ بنا کر کاٹ دی۔"

صبا بیڈ پر بیٹھے بیٹھے بول رہی تھی۔"تمہیں اسے ہاں یا نہ میں جواب دینا چاہیے تھا عندلیب۔"

"اس نے دوبارہ کوئی بات ہی نہیں کی۔"وہ گہرا سانس بھر کر صبا کی طرف گھوم گئی۔اس کا دروازہ تو کھلنا نہیں تھا۔

"وہ دائم لغاری ہے۔ وہ بار بار تم سے محبت کی بھیک نہیں مانگے گا۔ وہ ایک بار تم سے رو کر محبت کی بھیک مانگ چکا ہے وہ بار بار آنسو نہیں بہائے گا۔" اس کی بات پر عندلیب نے کرب سے آنکھیں میچ لیں اور اس کے ساتھ جا بیٹھی۔

"تو میں کیا کروں؟" اس نے بے بسی سے کہا۔

"کال کرو اسے۔" صبا کا مشورہ اسے احمقانہ لگا تھا۔

"وہ نہیں اٹھائے گا۔" اسے جیسے یقین تھا۔

"وہ اٹھائے گا۔" اعتماد سے کہتے ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ "امی نے ڈاکٹر کے پاس جانا ہے انہوں نے مجھے کہا تھا میں گھر جلدی پہنچ جائوں۔" صبا نے جھک کر بیڈ پر سے اپنا بیگ اٹھایا اور پھر عندلیب کو دیکھا۔

"وہ کال اٹھائے گا۔" ایک بار پھر سے اپنی بات دہرا کر وہ اس کا گال تھپتپاتی وہاں سے چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد عندلیب نے سائڈ ٹیبل پر پڑے اپنے موبائل کو دیکھا۔ کیا وہ واقعی کال اٹھائے گا؟ جو بھی تھا وہ اسے کال کرے گی۔ وہ تیزی سے اٹھی اور موبائل پر اس کا نمبر ڈائل کر کے موبائل کان کے ساتھ لگا گئی۔ رنگ جا رہی تھی اور کافی دیر سے بس جا رہی تھی اور پھر ہوا یوں کہ کال اٹھا لی گئی۔

”ہیلو۔“ ایک ہفتے بعد اس کی آواز سن کر اسے لگا تھا کہ اس کی سننے کی سماعت واپس آگئی ہے۔ وہ اتنے دن شاید بہری ہو گئی تھی۔

”کیسے ہو؟“ خشک لبوں پر زبان پھیرتے اس نے پوچھا۔ دائم اپنے کمرے میں ہی تھا۔ وہ غالباً نہا کر نکلا تھا اور ایسے اس کے گیلے بال بتا رہے تھے جو اس وقت اس کی پیشانی سے چپکے ہوئے تھے۔

”بہتر ہوں۔“ اس کے لہجے سے بیزاری جھلک رہی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا اب آگے کیا کہے۔

”تم تو بڑے بیوفا نکلے۔“ پتہ نہیں وہ کیا بول رہی تھی پاگل ہو گئی تھی شاید۔ دوسری طرف دائم کے ابرو تعجب میں اکٹھے ہوئے۔ ”مطلب مین تمہیں مس کر رہی تھی۔" اففف اس نے اپنے سر پر ہاتھ دے مارا۔

”کس خوشی میں؟“ اتنا سنجیدہ دائم؟

”مگر میں تو تمہیں غم میں مس کر رہی تھی۔“ دل تو کر رہا تھا اس کے منہ پر رکھ رکھ کر چپیڑے لگائے ایسے انجان بن رہا تھا جیسے عندلیب پاشا سے تو اس کا واسطہ ہی کبھی نہ پڑا ہو۔

”دوسروں کو غم دینے والوں کو بھی غم ہوتا ہے؟ سٹرینج!“ وہ طنز مار رہا تھا۔

"ایسے بات کیوں کر رہے ہو؟" عندلیب نے اس بار ایسے ظاہر کیا جیسے واقعی اسے اس کے یوں بات کرنے سے تکلیف ہو رہی تھی۔

"تو کیسے بات کروں؟ تمہیں تنگ کرتا تھا تو تم غصہ ہو جاتی تھی۔ محبت کی بات کی تھی تب بھی غصہ ہو گئی تھی۔ میں ایک کام کرتا ہوں تم سے بات ہی نہیں کرتا۔"

"ایک منٹ ایک منٹ کال مت کاٹنا پلیز مت کاٹنا۔" وہ منتیں کر رہی تھی۔ دائم جو واقعی کال کاٹنے والا تھا وہیں رک گیا۔

"اچھا ایک بات بتائو۔۔" اس نے پہلے تو فون کی سکرین کو سامنے کر کے دیکھا اس نے واقعی کال نہیں کاٹی تھی۔ صد شکر۔۔

"ہمم۔۔"

"وہ جو تم نے اس دن مجھ سے کہا تھا کہ تمہیں مجھ سے محبت ہے وہ محبت اب بھی ہے یا ایکسپائیر ہو گئی ہے؟" کچھ سیکنڈز تو اسے کوئی جواب نہیں ملا اس نے پھر سے فون کی سکرین سامنے کر کے دیکھی کال اب بھی جاری تھی۔ صد شکر۔۔

"محبت کبھی ایکسپائیر نہیں ہوتی۔" بلآخر جواب آ ہی گیا۔

”تو میسنے کہیں کے یہ چپی باندھ کر کیوں بیٹھے ہو؟“ وہ اتنا زور سے چیخی تھی کہ موبائل دائم کے ہاتھوں سے گرتے گرتے بچا تھا اور کانوں کے پردے تو اب ڈاکٹر کو دکھانے پڑیں گے۔

”میں لان میں ویٹ کر رہی ہوں پانچ منٹ کے اندر اندر پہنچو وہاں۔ خبردار جو کوئی نخرہ دکھایا تو عندلیب پاشا نام ہے میرا۔ تمہارے گھر آ کر اتنا رولا کروں گی کہ چپ کراتے کراتے تھک جاؤ گے۔“ اور پھر کال کٹ گئی۔ صد شکر اس کے کان سلامت تھے ڈاکٹر کو دکھانے کی ضرورت نہیں تھی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

☆

وہ سینے پا بازو لپیٹے لان میں چکر کاٹ رہی تھی تبھی وہ اسے گیٹ سے اندر آتا ہوا دکھائی دیا۔ چہرے پر وہی سنجیدگی تھی۔۔۔ افف اتنا سنجیدہ دائم؟

”کیا کہنا ہے جلدی بولو۔“ بات تو ایسے کر رہا تھا کہ جیسے لغاری صاحب نے سارا بزنس اس کے نام کر دیا ہو۔ آیا بڑا ابزی۔

”جلدی کیوں بولوں۔ آہستہ بولنے پر ٹیکس لگا ہوا ہے کیا؟“ وہ اس کے بلکل سامنے جا کھڑی ہوئی تھی۔ دائم آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھور کر رہ گیا۔

”ٹھیک ہے بولو کیا کہنا ہے۔“ وہ اب کی بار نرمی سے بولا تھا۔

”بہت کچھ کہنا ہے۔“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بلا کی نرمی سے بولی تھی۔

”کہو۔ مین سن رہا ہوں۔“ وہی لہجہ نرم سا۔ وہ کچھ نہیں بولی بس اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی نرمی سے۔ ”اگر تم نے یہ کہنا ہے کہ دائم منگنی چپ چاپ ختم کر دینا تو بے فکر رہو ایسا ہی ہو گا۔“

”مگر مجھے تو تم سے نکاح کرنا ہے۔“ دائم کو لگا اس کی ساری دنیا وہیں رک گئی ہے۔ ہوائیں ساکت ہو گئی ہیں اور سب کچھ عدم ہو گیا ہے۔ اب صرف سامنے ایک چہرہ تھا۔ عندلیب پاشا کا چہرہ!!

”اب لگتا ہے تم پاگل ہو گئی ہو۔“ وہ نظریں جھکا کر مسکرایا تھا اور واللہ آج وہ اسے بے انتہا پیارا لگا تھا۔

"مگر میں تو اپنے پورے ہوش و حواس میں ہوں کیونکہ مجھے تو تم سے محبت نہیں ہے۔ میں تو بس تمہاری مدد کر رہی ہوں۔" کہہ کر وہ پلٹ کر اپنے جھولے پر جا بیٹھی۔ اب اسے اپنا دل ہلکا لگنے لگا تھا۔

"ایک بار پھر سے سوچ لو۔" وہ اس کے پیچھے کھڑا جھولے کی ہتھیوں کو تھامے کھڑا اس سے پوچھ رہا تھا۔

"تم نے محبت کرنے سے پہلے سوچا تھا؟ نہیں نا تو بس میں بھی کچھ نہیں سوچنے والی۔ مجھے تو بس تم پر ترس آگیا ہے۔" اس نے مڑ کر اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ دائم اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرایا۔

"جیسے تمہاری مرضی۔۔" اس نے کہتے ہوئے اس کا جھولا آگے کی طرف دھکیلا۔ اب وہ جھولا جھول رہی تھی اور اس کے بھورے بال اس کے ساتھ جھول رہے تھے۔ اب تو بات ہی ختم ان دونوں نے جیسے منگنی کے لیے سب کو راضی کیا تھا نکاح کا بم بھی آرام سے پھوڑ دیں گے کوئی مسئلہ نہیں۔۔

محبت اِک معجزہ ہے۔ معجزہ جانتے ہو کسے کہتے ہیں؟ معجزہ وہ ہوتا ہے جس کے ہونے کا کسی کو گمان نہیں ہوتا۔ جس کام کو ناممکنات میں رکھا جاتا ہے اس کام کے ہو جانے کو معجزہ کہتے ہیں۔اسی لیے محبت معجزہ ہوتی ہے کیونکہ جو کام کوئی نہیں کر سکتا وہ محبت کرتی ہے۔

محبت محبت کو کھینچتی ہے۔

محبت دلوں کو پگھلاتی ہے۔

محبت سب کر سکتی ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ختم شد

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842